ماہنامہ

ای تعلیم

etaleem

بہترین استاد
بہترین تعلم

سیکھیے، سکھائیے

November 2025

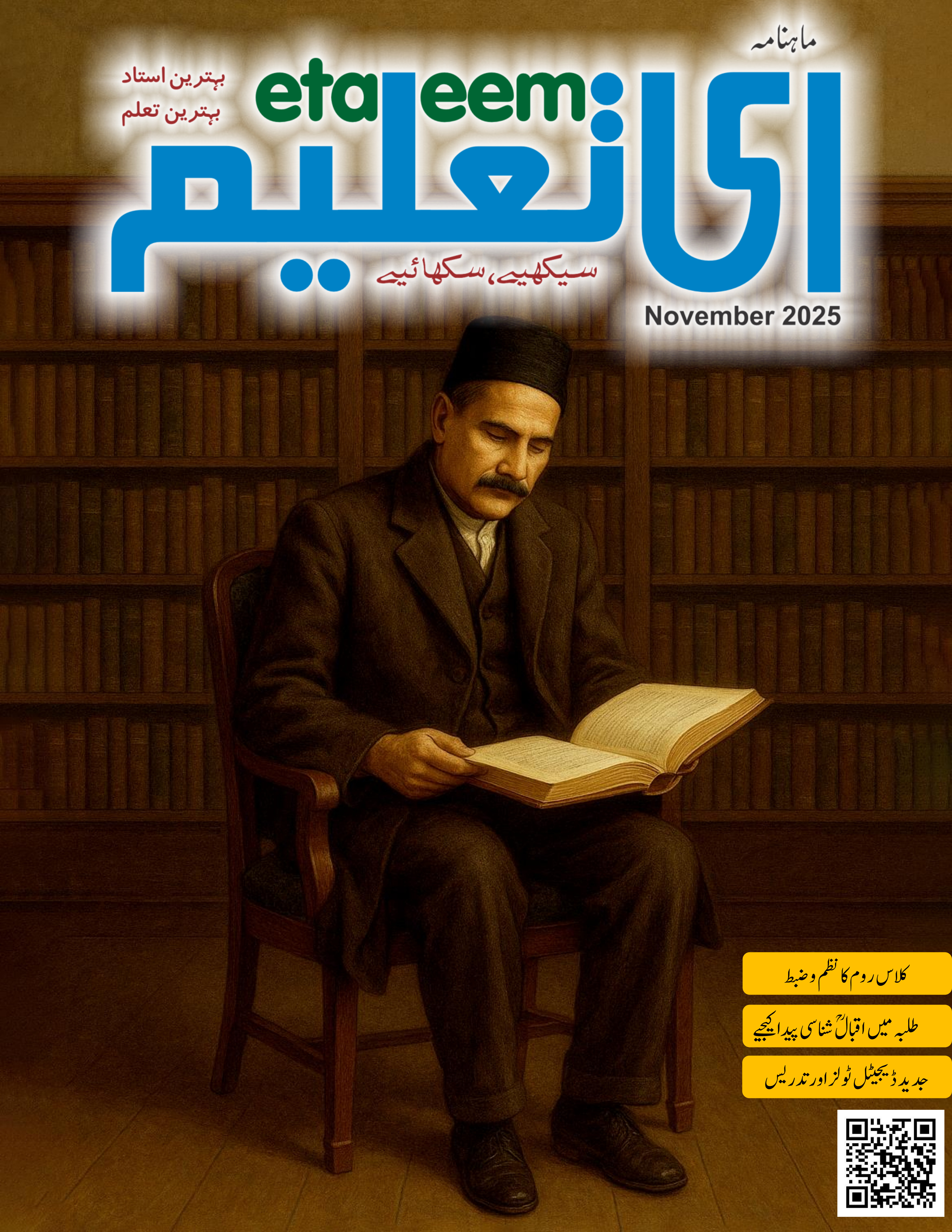

کلاس روم کا نظم وضبط

طلبہ میں اقبالؒ شناسی پیدا کیجیے

جدید ڈیجیٹل ٹولز اور تدریس

05 کلاس روم کا نظم وضبط
07 طلبہ میں اقبالؒ شناسی پیدا کیجیے
11 تعلیم سے رغبت کیسے پیدا ہو؟
16 اقبالؒ کی شاعری سے استاد کے لیے رہنمائی
18 جدید ڈیجیٹل ٹولز اور تدریس
21 کردار سازی کے محرکات
23 طلبہ کے نفسیاتی مسائل اور ابتدائی مدد
26 ادارے سے محبت، طلبہ کی تربیت کا اہم پہلو
29 اخلاقی اقدار، تعلیم کا اصل مقصد
33 چراغ جن سے محبت کی روشنی پھیلے
35 فخر ہوتا ہے قبیلے کا سدا ایک ہی شخص

ایڈیٹر: مالک خان سیال

ایڈوائزری بورڈ:

سید عامر محمود، محمد عامر شہزاد، محمد اسلم خان، شہباز امتیاز

ریسرچ ٹیم:

1۔ارسلان شاکر 2۔محمد سلیمان

3۔اصغر حمید 4۔طاہر عباس

ڈیزائننگ: حافظ شہزاد الحسن

GHAZALI EDUCATION FOUNDATION

ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ

برائے وٹس ایپ رابطہ:

0333-1211244

فی شمارہ: 100روپے

سالانہ سبسکرپشن: 1200روپے

5-E ثمن برگ جوہر ٹاؤن، لاہور

قرآن وحدیث

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا
تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

ترجمہ :اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے
ڈرنے کا حق ہے اور ضرور تمہیں موت صرف
اسلام کی حالت میں آئے۔ (آل عمران 102)

ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسولؐ! میں سفر پر نکلنے
کا ارادہ کر رہا ہوں تو آپ مجھے کچھ وصیت فرمادیجیے،
آپ ؐ نے فرمایا: ”میں تجھے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی
وصیت کرتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں کہیں بھی
اونچائی و بلندی پر چڑھو اللہ کی تکبیر پڑھو (ترمذی)

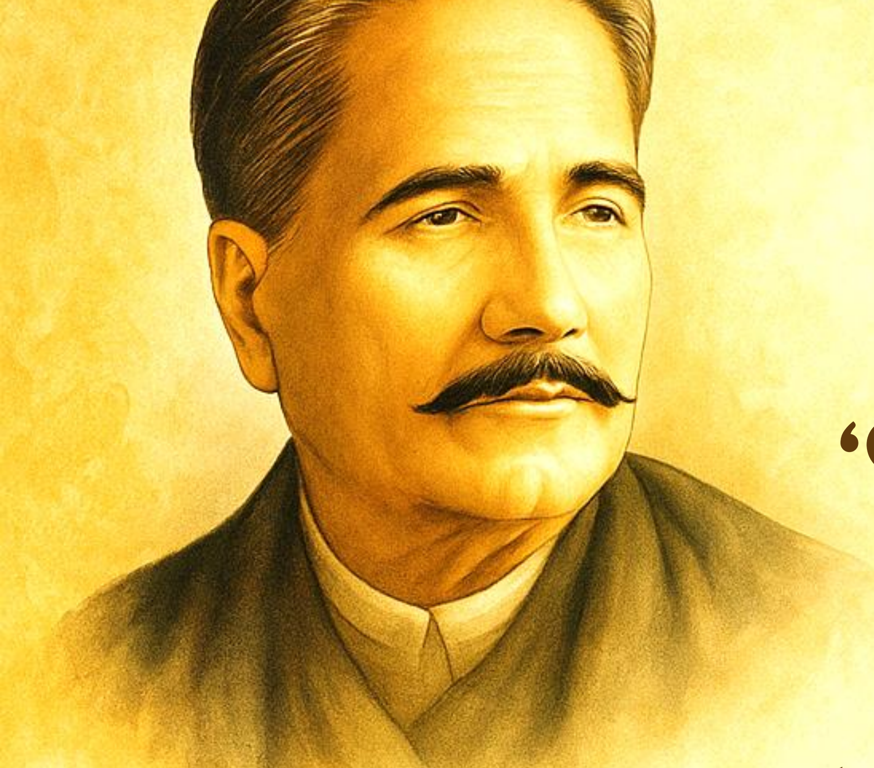

اقبال؛ فکر کی روشنی، تعلیم کی روح

بچوں کے ساتھ مل کر سکول میں یومِ اقبالؒ منانے کا اہتمام کیجیے

علامہ محمد اقبالؒ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے برصغیر کے نوجوانوں میں خودی، عمل، ایمان اور بیداری کا چراغ روشن کیا۔ ان کی شاعری محض ادب نہیں بلکہ **زندگی کی تعبیر** ہے۔ اقبالؒ کا پیغام ہمیں یاد دلاتا ہے کہ تعلیم کا مقصد صرف معلومات حاصل کرنا نہیں بلکہ **شخصیت کی تعمیر اور کردار کی بلندی** ہے۔ آج جب اکیسویں صدی کا تعلیمی نظام مادیت، مقابلہ بازی اور نمبرات کے گرد گھوم رہا ہے، ہمیں اقبالؒ کی فکر کو دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اقبالؒ کے نزدیک وہی علم بامعنی ہے جو **انسان کو خود شناسی، مقصدِ زندگی اور عمل کی حرارت** عطا کرے۔ غزالی سکولوں کا تعلیمی نظریہ اسی اقبالؒ کی فکر سے ہم آہنگ ہے، جہاں تعلیم کو ایمان، اخلاق اور خدمتِ خلق کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔

اقبالؒ کا ''شاہین'' دراصل وہی طالب علم ہے جو سوچنے، پرواز کرنے اور کچھ نیا کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہمارے اساتذہ اقبالؒ کے پیغام کو کلاس روم کا حصہ بنائیں۔

اگر ہم اقبالؒ کے پیغام کو تعلیم کا جزوِ لاینفک بنادیں تو یقیناً ہمارے بچے محض طالب علم نہیں رہیں گے بلکہ **اقبالؒ کے شاہین** بن کر قوم کی رہنمائی کریں گے۔

اقبالؒ کا یہ پیغام آج بھی زندہ ہے:

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

اداریہ

مالک خان سیال

کلاس روم کا نظم وضبط

(مسائل، وجوہات اور مؤثر تدابیر)

ایک مؤثر استاد صرف علم بانٹنے والا نہیں ہوتا، بلکہ وہ کلاس روم کا ایک منتظم، رہنما، اور رہبر بھی ہوتا ہے۔ اگر کلاس میں نظم وضبط، توجہ، باہمی احترام، اور سیکھنے کا سازگار ماحول نہ ہو تو بہترین سے بہترین سبق بھی بے اثر ہو جاتا ہے۔ **کلاس روم کا نظم وضبط** (Classroom Management) ایک ایسا ہنر ہے جو استاد کی تدریسی کامیابی کی بنیاد رکھتا ہے۔

کلاس روم کے نظم وضبط کے بنیادی مقاصد:

- سیکھنے کا مثبت ماحول قائم کرنا
- وقت کا مؤثر استعمال
- طلبہ میں خود نظم وضبط پیدا کرنا
- طلبہ کی توجہ برقرار رکھنا
- غیر ضروری شور اور خلفشار کو کم کرنا
- سیکھنے کی سرگرمیوں کو جاری رکھنا

کلاس روم کے نظم وضبط کے سنہری اصول:

واضح اور سادہ رولز بنائیں مثلاً: پہلے اجازت لے کر بات کرنا، کھڑے ہو کر نہیں بولنا

رولز بچوں سے مشورہ کر کے بنائیں تاکہ وہ اپنی ذمہ داری محسوس کریں

روزمرہ کا روٹین بنائیں تاکہ کلاس میں ترتیب ہو

غیر متوقع تبدیلیوں سے بچیں — طلبہ کو وقت سے آگاہ کریں

پازیٹو لینگویج استعمال کریں مثلاً: "بیٹھ جاؤ!" کی بجائے "چلو آرام سے بیٹھتے ہیں"

طلبہ کی تعریف کریں، تنقید کم کریں

طلبہ کے نام یاد رکھیں — انفرادی شناخت عزت پیدا کرتی ہے

آنکھوں کا رابطہ رکھنا Distraction – روکنے کا آسان طریقہ

کلاس میں تحریک پیدا کریں — سوالات، کوئز، مقابلے

استاد خود بھی رول ماڈل بنے

عام چیلنجز اور ان کے حل:

چیلنج	تفصیل	مؤثر حل
📢 شور شرابہ	طلبہ کی آپس میں باتیں یا بے جا آوازیں	کلاس روم رولز بنائیں، شور والے گروپس کی سیٹنگ بدلیں، "خاموشی کی علامت" جیسے ہاتھ بلند کرنا یا بیل بجانا اپنائیں
⌛ وقت کا ضیاع	کلاس کا وقت ترتیب سے نہ چلنا	بورڈ پر ٹائم ٹیبل چسپاں کریں، گھڑی کے ذریعے وقت کی پابندی کروائیں
😴 طلبہ کی بے دلی	دلچسپی کی کمی سے توجہ نہ دینا	انٹر ایکٹو تدریس، کھیل، کہانیاں، گروپ ورک، اور سوال و جواب شامل کریں
🙇 ڈسپلن کی کمی	ہدایات پر عمل نہ کرنا	مثبت انداز میں ڈسپلن سکھائیں، رولز بچوں سے بنوائیں، انعام و سزا کا متوازن نظام رکھیں
❌ منفی رویہ	بد تمیزی، مذاق اُڑانا یا لڑائی	اخلاقی تربیت، رول پلے، سوشیو ڈرامہ، "مثبت جملے" والی مشقیں کروائیں
📉 کمزور طلبہ کی محرومی	کچھ بچے پیچھے رہ جاتے ہیں	انفرادی توجہ، پیئر ورک، "کمزور بچے — مضبوط ساتھی" جوڑیں

مفید سرگرمیاں: (Classroom Management Activities)

"1. خاموشی کی گھنٹی"

جب استاد ٹیبل پر چھوٹی گھنٹی بجائے، سب کو فوراً خاموش ہو جانا چاہیے۔ یہ آواز نظم کا نشان بنے۔

"2. گولڈن رول چارٹ"

کلاس رولز ایک چارٹ پر رنگین انداز میں لکھ کر آویزاں کریں۔ ہر ہفتے بچوں سے نیا "گولڈن رول" منتخب کروائیں۔

"3. سٹار آف دی ویک"

جس بچے کا رویہ اور کارکردگی بہترین ہو، اسے ہفتے کا "سٹار" قرار دیں اور بیج یا تاج پہنائیں۔

"4. کامیابی کا درخت"

کمرے میں ایک بڑا درخت بنائیں، جب کوئی بچہ اچھی حرکت کرے تو پتے، پھول یا پھل لگا دیں۔

"5. مسکراہٹ بکس"

بچوں کو کہیں کہ وہ اپنے کسی ساتھی کی اچھائی لکھ کر باکس میں ڈالیں، ہفتہ وار پڑھیں۔

اساتذہ کے لیے چند عملی مشورے:

- روزانہ کے آغاز پر **خوش دلی سے سلام کریں** — کلاس کا موڈ خوشگوار بنے گا
- **سفر کرنے والے بچوں** کو اضافی توجہ دیں (اکثر وہ تھکے ہوتے ہیں)
- **بیٹھنے کے انداز** بدلتے رہیں تاکہ بچے بور نہ ہوں

ہر دن کی اختتامی سرگرمی میں **خود احتسابی سوال** شامل کریں:

آج میں نے کیا اچھا سیکھا؟

آج میں کیا بہتر کر سکتا تھا؟

کلاس روم مینجمنٹ صرف نظم و ضبط ہی نہیں بلکہ بچوں کی شخصیت سازی، سیکھنے کے جذبے کو بڑھانے اور ایک مثبت تعلیمی فضا قائم رکھنے کا نام ہے۔ ہر کلاس اور ہر بچہ الگ ہے، اس لیے استاد کو اپنی حکمت عملی میں لچک اور محبت کا عنصر ہمیشہ رکھنا چاہیے۔

مالک خان سیال

مفید سرگرمیوں کا مجوعہ جنہیں اقبالؒ ڈے کے موقع پر سکولوں میں کروائیے

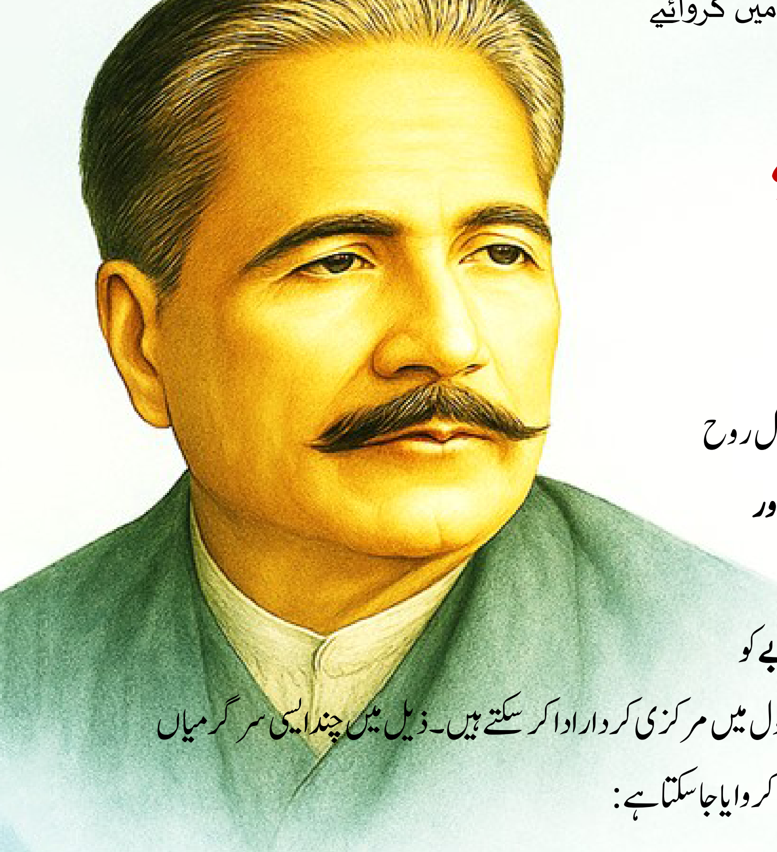

طلبہ میں اقبالؒ شناسی پیدا کیجیے

(منتخب سر گرمیاں)

ہر سال 9 نومبر کو **یومِ اقبالؒ** جوش و خروش سے منایا جاتا ہے، مگر اس دن کی اصل روح صرف تقریبات تک محدود نہیں ہونی چاہیے بلکہ اسے **اقبالؒ کے پیغام کو سمجھنے اور عمل میں لانے** کا ذریعہ بننا چاہیے۔ اس دن کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہمارے بچے **اقبالؒ کے فکر و فلسفہ، کردار، خودی، عمل، ایمان اور امت کی تعمیر کے جذبے** کو سمجھیں، محسوس کریں اور اپنی زندگیوں میں اپنائیں۔ اساتذہ اس مقصد کے حصول میں مرکزی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ذیل میں چند ایسی سر گرمیاں بیان کی جا رہی ہیں جنہیں اقبالؒ ڈے کے موقع پر اسکولوں میں بامقصد انداز میں کروایا جا سکتا ہے:

1۔ اقبالؒ کی حیات اور پیغام پر مبنی لیکچر یا پریزنٹیشن

استاد ایک سادہ مگر پر اثر پریزنٹیشن یا مختصر لیکچر کے ذریعے اقبالؒ کی زندگی، تعلیم، جدوجہد، اور ان کے خوابوں کی تعبیر (پاکستان) پر روشنی ڈالے۔

- عمر کے لحاظ سے دلچسپ انداز اپنائیں: کہانی کی صورت میں بیان، تصاویر، یا سلائیڈ شو کے ذریعے۔
- آخر میں طلبہ سے مختصر سوالات کر کے سمجھ بوجھ کو جانچا جا سکتا ہے۔
- اس موقع پر طلبہ کو اقبالؒ کے مشہور اقوال یا اشعار یاد کرائے جائیں۔

2۔ "خودی بیدار کرو" ورکشاپ یا گروپ ایکٹیویٹی

اقبالؒ کی فکر کا مرکز "خودی" ہے۔ اس تصور کو سمجھانے کے لیے استاد ایک چھوٹی سر گرمی کرا سکتا ہے:

- بچوں سے پوچھیں: "خودی کیا ہے؟"
- گروپ میں مثالیں سوچنے کو کہیں کہ خودی رکھنے والا انسان کیسا ہوتا ہے۔
- پھر اقبال کا شعر پڑھوائیں:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے۔۔۔ خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے

- ہر گروپ اپنا نتیجہ پیش کرے — اس طرح طلبہ اقبالؒ کی فکر میں **ذاتی شرکت** محسوس کریں گے۔

3۔ اقبالؒ کی شاعری کا مطالعہ اور مفہوم بیان مقابلہ

اساتذہ ایک **"شعر و مفہوم "** مقابلہ رکھیں۔

- طلبہ ایک ایک شعر منتخب کریں، اسے یاد کریں، اور اس کا مفہوم سادہ اردو میں بیان کریں۔
- مقصد یہ نہیں کہ اشعار رٹے جائیں، بلکہ یہ کہ بچے **اقبالؒ کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش** کریں۔
- اس سے ان کی **لسانی و فکری صلاحیت** دونوں نکھریں گی۔

4۔ اقبالؒ کی نظموں پر ڈرامائی انداز میں پیشکش

اقبالؒ کی نظموں جیسے **"لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری"**, **"شکوہ"**, **"جوابِ شکوہ"**, **"مسجدِ قرطبہ "** وغیرہ کو اسکول میں ڈرامائی انداز میں پیش کروایا جا سکتا ہے۔

- بچے کردار ادا کریں، اشعار پڑھیں، اور مناظر تخلیق کریں۔
- یہ سرگرمی نہ صرف اقبالؒ کے پیغام کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے بلکہ ان کی **ادبی ذوق** اور **اعتمادِ بیان** کو بھی فروغ دیتی ہے۔

5۔ اقبالؒ کی فکر پر مضمون نویسی یا تقریری مقابلہ

اساتذہ طلبہ میں **سوچنے اور اظہار کرنے** کی عادت ڈالنے کے لیے ان سے درج ذیل موضوعات پر مقابلہ رکھ سکتے ہیں:

- "اقبالؒ کا خواب اور آج کا نوجوان"
- "خودی کا پیغام"
- "اقبالؒ اور پاکستان"
- "اقبالؒ کا پیغامِ عمل"
- "میرا پسندیدہ شعرِ اقبالؒ"

ان سرگرمیوں سے بچے نہ صرف اقبالؒ کے پیغام کو سمجھیں گے بلکہ **تحریری و تقریری صلاحیتوں** میں بھی بہتری آئے گی۔

6۔ تصویری مقابلہ یا پوسٹر سازی

اقبالؒ کی شاعری سے متاثر ہو کر تصویری مقابلے رکھے جائیں۔

- عنوانات جیسے: "اقبالؒ کا شاہین"، "خودی"، "ایمان و عمل" یا "اقبالؒ کا خواب"۔
- بچوں کو رنگوں، علامتوں اور تخیل کے ذریعے اقبالؒ کے خیالات کو ظاہر کرنے کا موقع دیا جائے۔
- اس سے ان میں **تخلیقی سوچ** اور **جمالیاتی ذوق** پروان چڑھے گا۔

7- "میں اقبال کو کیسے دیکھتا ہوں؟" ویڈیو یا تقریر سیشن

ایک جدید اور دلچسپ سرگرمی یہ ہو سکتی ہے کہ طلبہ سے ایک ایک منٹ کی ویڈیو یا زبانی پیشکش کروائی جائے جس میں وہ بتائیں:
"میں اقبالؒ سے کیا سیکھتا ہوں؟" یا "اقبالؒ میرے لیے کیا معنی رکھتا ہے؟"

- یہ سرگرمی بچوں کو **ذاتی طور پر اقبالؒ کے ساتھ جوڑتی ہے۔**
- اس کے لیے موبائل کیمرہ یا اسکول کی میڈیا ٹیم مدد دے سکتی ہے۔

8. اقبالؒ کلب یا فہمِ اقبالؒ کارنر کا قیام

استاد مستقل بنیاد پر اسکول میں ایک چھوٹا سا **"فہمِ اقبالؒ کارنر"** بنا سکتا ہے:

- وہاں اقبالؒ کی کتابیں، اقوال، اشعار، تصویریں، اور بچوں کے بنائے پوسٹر رکھے جائیں۔
- ہفتہ وار سرگرمی کے طور پر ایک طالب علم کو "اقبالؒ ریڈر" کا کردار دیا جائے جو ایک شعر یا پیغام پوری کلاس میں پیش کرے۔

9. دعا "لب پہ آتی ہے..." کے ساتھ اجتماعِ فکر

ہر اسکول کی اسمبلی میں اس دن کا آغاز اقبالؒ کی مشہور دعا سے کیا جائے۔

- استاد دعا کا مفہوم سمجھائے، اور بچوں کو بتائے کہ یہ نظم صرف الفاظ نہیں بلکہ **ایک زندگی کا منشور** ہے۔
- اس دعا کو اجتماعی طور پر پڑھوانا ایک **روحانی اور فکری جوش** پیدا کرتا ہے۔

10. اساتذہ کے لیے خود احتسابی لمحہ

آخر میں استاد خود بھی سوچے کہ کیا میں اپنے طلبہ کو **اقبالؒ کے شاہین** بنا رہا ہوں؟
اقبالؒ کا پیغام صرف طلبہ کے لیے نہیں بلکہ **استاد کے کردار** کے لیے بھی ایک آئینہ ہے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈُوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈُوبے اِدھر نکلے

یومِ اقبالؒ محض ایک تقریب نہیں بلکہ **اقبالؒ کی روحانی اور فکری تربیت کو زندہ کرنے کا دن** ہے۔

اگر اساتذہ ان سرگرمیوں کو سنجیدگی، خلوص اور جوش کے ساتھ انجام دیں تو یقیناً ہمارے بچے **اقبالؒ کے شاہین** بن سکتے ہیں

— خوددار، باشعور، باعمل اور باایمان۔

یومِ اقبالؒ پر سکولوں میں کروائی جانے والی مجوزہ سرگرمیوں کی مزید فہرست ملاحظہ کیجیے:

1. اس دن سکول کی سطح پر یا کچھ سکول مل کر کوئی بڑا پروگرام کر سکتے ہیں جس میں تقریری مقابلہ جات کروائے جائیں۔اس مقابلے کے لیے درج ذیل موضوعات ہو سکتے ہیں:جوانوں کو مری آہِ سحر دے، اقبالؒ کا شاہین، ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے، اقبالؒ اور نوجوانانِ اسلام، فلسفہ خودی
2. اقبالؒ کی شاعری سے بیت بازی کا مقابلہ کروایا جائے۔
3. طلبا کے مابین پینٹنگ اور ڈرائنگ کا مقابلہ کروایا جائے جس میں بچوں سے اقبالؒ کی تصویر بنانے کا کہا جائے۔
4. اقبالؒ کے اشعار خوش خط لکھنے کا مقابلہ کروایا جائے اور چارٹس کلاس رومز میں لٹکائے جائیں۔پہلے تین خوب صورت چارٹس کو پرنسپل آفس میں آویزاں کیا جائے۔
5. اقبالؒ کی نظموں کا تحت اللفظ اور منظوم مقابلہ کروایا جائے۔نظمیں بچوں کو اساتذہ کرام منتخب کر کے دیں۔
6. پیغامِ اقبالؒ کے حوالے سے آگاہی مہم چلائی جا سکتی ہے جس میں پوسٹر، سٹیکر، بلیک بورڈ اور وائٹ بورڈ کے ذریعے پیغامات طلبا تک پہنچائے جائیں۔
7. سکول میں یوم اقبالؒ کے عنوان سے سیمینار کا انعقاد یا سکول اسمبلی میں کسی مہمان کی تقریر کروائی جا سکتی ہے۔
8. مضمون نویسی کا مقابلہ کروایا جا سکتا ہے جس کا عنوان اقبالؒ کے کسی شعر کی مناسبت سے رکھا جائے۔
9. اقبالؒ کی بچوں کے حوالے سے لکھی گئی نظمیں زبانی یاد کروائی جائیں۔اس کے علاوہ ان نظموں کی ٹیبلوز، خاکے وغیرہ بھی بنائے جا سکتے ہیں۔
10. صدر مدرس سکول اسمبلی میں علامہ اقبالؒ کے کردار پر روشنی ڈالے اور پاکستان کا خواب دیکھنے پر خراج عقیدت پیش کرے۔
11. مزارِ اقبالؒ کا دورہ کروا کر وہاں گارڈز کی تبدیلی کی تقریب دکھائی جائے۔
12. یوم اقبالؒ کے حوالے سے کوئز کا مقابلہ کروایا جا سکتا ہے۔
13. مختلف شعرا کی لکھی گئی خوب صورت نظموں اور اشعار کی مدد سے شاعر مشرق کو خراج عقیدت پیش کیا جائے
14. شکریہ اقبالؒ واک کا اہتمام کیا جائے جس میں سب بچوں کو اقبالؒ کا شاہین بننے اور اقبالؒ کی طلبا سے توقعات سے آگاہی دی جائے۔
15. تعلیمی اداروں کے سربراہان اپنے یہاں مورخین، علماء، ادباء وشعراء کو دعوت دیں کہ وہ طلبا کے ساتھ اقبالؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے مذاکرہ کریں۔
16. اگر ممکن ہو تو بچوں کو اقبالؒ اکیڈمی کا دورہ کروایا جا سکتا ہے۔جہاں اقبالؒ کی خدمات پر سیشن رکھا جائے۔
17. کسی میوزیم کا مطالعاتی دورہ کروایا جا سکتا ہے جس میں اقبالؒ کی یادگاریں رکھی ہوں۔
18. یومِ اقبالؒ کے حوالے سے دیگر اداروں میں منعقدہ ہم نصابی سرگرمیوں پر مبنی مقابلہ جات میں شرکت کی جا سکتی ہے۔

محمد کامران خالد

تعلیم سے رغبت کیسے پیدا ہو؟

21 عملی رہنما اصول

آج کل بچوں سے جو شکایت والدین اور اساتذہ دونوں عام طور پر کرتے نظر آتے ہیں وہ یہ ہے کہ بچوں میں اب پڑھائی کا شوق نہیں ہے۔ بچے ادھر ادھر کی مشغولیت میں لگے رہتے ہیں اور پڑھائی پر توجہ کم دیتے ہیں۔ گویا بچوں میں پڑھائی کا شوق پیدا کرنا ایک بڑے مسئلہ کی صورت میں ابھر کر سامنے آرہا ہے جس کا سامنا بالخصوص اساتذہ اور سکول لیڈر شپ کو کرنا پڑتا ہے۔ ذیل میں ہم بچوں کو تعلیم کے لیے motivate کرنے یا ان میں پڑھائی کا شوق پیدا کرنے کی کچھ تجاویز قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں، جنھیں ہمارے دوست اور ایک قابل گورنمنٹ سکول ہیڈ ٹیچر جناب کامران خالد نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے۔ [ادارہ]

اگر کسی انسان کو اس کے اختیار اور مرضی کو دبائیں گے تو اس کی خودی، شوق اور فکری نشوونما بری طرح متاثر ہوگی۔ اس لیے شوق اور اختیار کے بغیر بہترین کتابیں، اچھے اساتذہ اور اعلیٰ معیار کے اداروں کی چمک بھی بچے کو پڑھنے اور کام کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتی۔ جس طرح بھوک، پیاس انسان کا فطری داعیہ ہے اسی طرح بھی شوق ایک فطری داعیہ ہے۔ انسان میں شوق کا داعیہ ودیعت بھی کیا گیا ہے اور وہ خارجی فطرت سے بھی متاثر ہوتا ہے۔ بچہ صرف ذہانت اور استعداد کی بنیاد پر کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک اس کے اندر دلچسپی، خواہش اور شوق کی دولت نہ ہو۔ استاد بچوں میں ترغیب، شوق اور دلچسپی پیدا کرنے کا بنیادی جزو ہے۔ کوئی بچہ "پڑھائی" کے لیے سکول نہیں آتا۔ اس کی چھوٹی سی دنیا میں دو باتیں ہوتی ہیں: اول تفریح یعنی فن کی تلاش اور اپنے ہاتھوں کئے کسی کام پر ستائش یعنی فیلنگ آف اچیومنٹ۔

کمرہ جماعت میں ہر بچے کو اس کے مزاج اور دلچسپی کی بنیاد پر اس کی پڑھائی، محنت اور آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا کرنا استاد کی ذمہ داری ہے۔ اگرچہ یہاں ہم ان پہلوؤں کا تذکرہ کر رہے ہیں جو بچوں میں شوق پیدا کرنے میں مدومعاون ہوں گے لیکن ساتھ ان باتوں کا بھی تذکرہ کریں گے جن سے شوق ختم ہو جاتا ہے۔

1 خود اعتمادی اورضبط نفس (سیلف کنٹرول) سکھائیے:

Give student a sense of control

بچے چھوٹی عمر میں ہر کام خود کرنے کا شوق رکھتے ہیں، جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو ہم ان پر اپنی مرضی تھوپ کر ان کے اختیار کا حق چھین لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اندر شوق مر جاتا ہے۔ اس لیے بچوں کو بڑی عمر میں بھی ان کی مرضی اور اختیار سے کام کرنے کا موقع دیجیے۔ کمرۂ جماعت میں بچوں کو مصروف رکھنا اور ان کو کام کرنے پر آمادہ کرنا استاد کی اہم ذمہ داری ہے۔ بچوں کو خود کام کرنے کی تربیت دیجیے، مختلف سرگرمیوں کی مدد سے ان کو اپنے شوق کا کام یا اسائنمنٹ کرنے کا موقع دیجیے۔ مثلاً ان کو کوئی کام ذمے لگایئے یا کوئی مسئلہ جسے وہ خود سوچ سمجھ کر یا گروپ کی صورت میں حل کریں، اس سے ان کے اندر ضبط نفس (سیلف کنٹرول) کا احساس پیدا ہوگا اور شوق میں اضافہ ہوگا۔

2 مقاصد کا واضح تعین کیجیے:

Define objectives

اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے کار یا بے مقصد پیدا نہیں کی، اسی طرح انسان کے اندر بھی یہ داعیہ موجود ہے کہ وہ بے کار یا بے مقصد کام کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا ہے۔ اکثر بچوں کے لیے یہ بات پریشان کن ہوتی ہے کہ وہ جو کام کریں ان کے سامنے واضح مقصد نہ ہو، مطلب ہوا میں تیر چلانے والی بات ہوئی۔ بچوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ مضمون کیوں پڑھیں، اس کا ہمیں فائدہ کیا ہوگا۔ ہم ان کا جواب دینے کے بجائے ان کو امتحان پر توجہ دینے پر زور دیتے ہیں۔ بچے یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان سے کیا توقعات وابستہ کی جا رہی ہیں، آخر مستقبل میں ان کی پڑھائی کیا نتائج برآمد کرے گی۔ اگر ان کے سامنے مقاصد واضح ہوں تو ان کے اندر شوق اور دلچسپی پیدا ہوگی۔ تعلیمی سال کے آغاز میں نصاب سے متعلق واضح مقاصد، حاصلاتِ تعلم، اصول و ضوابط اور بچوں سے مطلوب توقعات کا ایک خاکہ ضرور سامنے ہونا چاہیے تاکہ کوئی الجھن اور پریشانی نہ ہو اور بچے منزل کے حصول کے لیے شوق سے آگے بڑھتے رہیں۔

3 خوف سے پاک ماحول دیجیے:

Create a threat-free environment

خوف یا ڈر انسان کے شوق کا قاتل اور آگے بڑھنے میں بڑی رکاوٹ ہے۔ آپ بچوں کو ڈرا دھمکا کر ان میں پڑھنے لکھنے کی عادت تو ڈال سکتے ہیں لیکن ان کا شوق مر جاتا ہے، وہ جلد پڑھنے لکھنے سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ محفوظ اور دوستانہ ماحول بچوں کی صلاحیتوں کے اظہار اور پڑھائی میں دلچسپی کے لیے ازحد ضروری ہے۔ ایک دن بچے آپ کی توقعات پر پورا اتریں گے۔ اس لیے مار نہیں پیار پر توجہ دیجیے۔ ان پر تدریسی حملہ مت کیجیے، تدریسی انداز میں جدت اور تنوع پیدا کیجیے۔ کمزور بچوں کو دوسروں کی نسبت تھوڑا کام دیجیے، آسان ٹاسک سے آغاز کیجیے۔ ان کے لیے جلاد مت بنیے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک دن وہ آپ کو دیکھتے ہی رستہ بدل لیں۔

4 متنوع تعلیمی تجربات فراہم کیجیے:

Offer varied experiences

کمرۂ جماعت سیکھنے سکھانے کی بہترین جگہ ہے، لیکن روزانہ کمرۂ جماعت میں آنا جانا اور سارا دن ڈیسک پر گزارنا بعض اوقات بیزاری سبب بنتا ہے۔ بچوں کو باہر کی دنیا سے بھی آشنا کیجیے، خاص طور پر سائنس اور سماج کی سمجھ بوجھ کے لیے کمرۂ جماعت سے باہر جا کر سمجھایئے، اس طرح وہ زیادہ بہتر طور سمجھ پائیں گے۔ اس مقصد کے لیے چڑیا گھر، پارک، تاریخی مقامات یا نمائش کا فیلڈ ٹرپ، لائبریریوں کا دورہ اور کھیلوں کے مقابلوں (میچز) وغیرہ میں شرکت سے ان کے مشاہدے کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا اور مطالعے کا شوق پیدا ہوگا۔ انسانی ذہن تجسس کو پسند کرتا ہے، منظر بدلیں گے تو ذہن کے بند دریچے کھلیں گے اور بچوں میں شوق اور خواہش میں اضافہ ہوگا۔ خارجی فطرت سے تعامل یا نیچر تھراپی اندرونی فطرت کی طمانیت اور ذہنی شفا کا درجہ رکھتی ہے۔

5 منظر بدلیے:

Change your scenery

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ذات میں تنوع اور انفرادیت پیدا کی ہے۔ تمام طلبہ سبق کو یکساں انداز سے جذب نہیں کرتے۔ کچھ بچے ذاتی تجربے سے سیکھتے ہیں، جبکہ کچھ خاموشی سے کتاب پڑھنے کو پسند کرتے ہیں جبکہ کچھ مل جل کر کام کرنا پسند کرتے ہیں۔ اس لیے بچوں کو ان کے مزاج، رجحان اور دلچسپی کے مطابق مختلف ٹاسک دیجیے۔ تدریسی طریقوں میں جدت لایئے جیسا مکالمہ، سرگرمیوں میں مصروف کرنا، گروپ ایکٹویٹی اور سمعی بصری معاونات (ملٹی میڈیا، ٹیکنالوجی) وغیرہ پر توجہ دیجیے۔

6 مقابلے کی مثبت فضا تشکیل دیجیے
Use positive competition

کمرۂ جماعت میں مقابلہ بازی ہمیشہ غلط نہیں ہوتی،اس سے بعض اوقات طلبہ میں زیادہ محنت کرنے اور کام کو بہتر طور کرنے میں حوصلہ اور ایڑھ ملتی ہے۔اس سے بچوں میں اپنی صلاحیتوں کو پہچاننے میں بھی مدد ملتی ہے۔بچوں کو گروپ میں کام کرنے سے اپنے علم کو بڑے اچھے انداز سے پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔مقابلے کی مثبت فضا تشکیل دیجیے لیکن یاد رہے کہ ہر ایک کو مواقع ملے اور ہر ایک کی حوصلہ افزائی کیجیے تاکہ بچے مقابلے میں بڑھ چڑھ کا حصہ لیں ایسا نہ ہو کہ مقابلے کی وجہ سے ان کا شوق ہی مر جائے۔

7 انعام دیجیے:
Offer Rewards

ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی کارکردگی پر اسے سراہا اور اس کے کام کی قدر کی جائے۔ بچوں کو انعامات دینا بہتر نتائج حاصل کرنے کا کارگر طریقہ ہے۔ ہم چھوٹی عمر میں تو ان کو انعامات کا لالچ دیتے ہیں لیکن جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو انہیں انعام نہیں دیتے، حالانکہ ہر عمر کے بچے کو اس کی ضرورت ہوتی ہے۔اس کے لیے ضروری نہیں کہ کوئی مہنگی چیز کا انتخاب کیا جائے،شاباش کے چند جاندار الفاظ،ان کی نوٹ بک پر ستارے یا پھول بنا کر تبصرہ لکھنا،کمرۂ جماعت میں پارٹی اور تالیاں بجانا بھی کافی ہے۔لیکن حالات اور بچے کی شخصیت کے مطابق انعام کا تعین کیا جائے۔

8 احساس ذمہ داری سکھائیے:
Give student responsibility

بچے ہمیشہ بڑوں کو دیکھ کر کام کرتے ہیں،کمرۂ جماعت میں بچوں کو مختلف ذمہ داریاں تقسیم کیجیے،یہ ان کے سماجی کردار کو تعمیر کرنے اور شوق اور تحریک کے جذبے میں اضافہ کرنے کا سبب بنے گا۔اکثر بچے کمرۂ جماعت کی ذمہ داریوں کو بوجھ کے بجائے اعزاز سمجھتے ہیں،اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔ان کو قائدانہ سرگرمیاں دیجیے جیسے جماعت کی مختلف کمیٹیاں بنائیے،دوسروں کی مدد کرنا اور ان کے مسائل حل کرنے کی تربیت دیجیے۔اس سے بچوں میں اپنی اہمیت اور قدر کا احساس پیدا ہوگا۔

9 مل جل کر کام کرنے کی عادت ڈالیے:
Allow students to work together

جس طرح ہم بچوں کو مل جل کھیلنے کی اجازت دیتے ہیں اسی طرح پڑھائی میں بھی بچوں کو مل جل کر کام کرنے کا اختیار دیں۔پراجیکٹ،سائنسی تجربے اور دیگر سرگرمیوں میں مصروف رکھیے۔سماجی سرگرمیوں سے بچوں کی کمرۂ جماعت میں دل چسپی کا سامان پیدا ہوتا ہے۔گروپ کو برابری اور انصاف کی بنیاد پر تشکیل دیجیے،تاکہ سب بچے برابر حصہ لے سکیں۔

10 شاباش دیجیے:
Give praise when earned

شوق پیدا کرنے کے لیے حوصلہ افزائی اور شاباش دینے سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا ہے۔بچے ہر سطح پر حوصلہ افزائی اور سراہائے جانے کے طلب گار ہوتے ہیں۔اساتذہ کو چاہیے کہ ان کی کامیابی کو لوگوں میں بیان کریں،ان کے کام پر شاباش دیں اور ان کے مثالی کام کو شیئر کریں۔

11 ما فی الضمیر کا اظہار سکھائیے:
Encourage self-reflection

بچوں سے بات کیجیے اور انہیں اپنی بات کہنے کا موقع دیجیے۔کلاس کی سرگرمیاں ہوں یا سکول کے مقابلہ جات،ضروری ہے کہ بچے اپنے سیکھنے کے عمل پر اپنے احساسات کا اظہار کر سکیں۔ان کی حوصلہ افزائی کیجیے اور موقع دیجیے کہ کسی ٹاسک یا اسائنمنٹ سے انہوں نے کیا سیکھا بتا سکیں۔ اس سے ان میں اظہار کے ساتھ مزید سیکھنے کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔

12 پرجوش رہیے
Be exited

بعض اساتذہ سمجھتے ہیں کہ ہر وقت سنجیدگی اور سخت مزاجی سے بچوں کو سنبھالنا زیادہ آسان ہوتا ہے ورنہ بچے بگڑ جاتے ہیں۔ جس طرح حد سے زیادہ لاڈ پیار بچے کو بگاڑ دیتا ہے اسی طرح زبردستی اور سخت مزاجی سے بھی بچوں میں بیزاری پیدا ہوتی ہے کمرۂ جماعت میں خوشگوار موڈ اور جوش کا مظاہرہ کیجیے۔اگر آپ دوران تدریس پرجوش رہیں گے تو بچے بھی آپ کو دیکھ کر جوش وجذبے سے معمور ہوں گے۔

13 بچوں کی پہچان رکھیے:
Know your students

آپ کو بچوں کے نام یاد ہونے چاہئیں، ان کے نام سے ان کو مخاطب کیجیے۔ بچوں میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ استاد ان کو ذاتی طور پر جانتا ہو اور ان کا میابی کے لیے متفکر رہے۔ بچے انفرادی طور پر اہمیت اور پہچان کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ کمرا جماعت میں ہر بچے پر توجہ دیجیے اس کے ذاتی اور گھریلو حالات سے واقف رہیے۔ بعض اوقات بچے کسی گھریلو پریشانی یا جسمانی کمزوری کی وجہ سے کمرا جماعت میں فعال نظر نہیں آتے۔ استاد اس حالت کو کند ذہنی اور عدم توجہی سے تعبیر کرتے اور خواہ مخواہ کی سختی یا سرزنش کا نشانہ بناتے ہیں۔ اس طرح بچے استاد اور کمرا جماعت سے جلد بیزار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے استاد کو بچے کے حالات سے باخبر رہنا چاہیے۔

14 طلبہ کی دلچسپی بڑھائیے:
Harness student interest

بچوں کی نفسیات سے واقفیت کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ آپ کلاس روم میں پڑھائے جانے والے مواد کو بچوں کی دل چسپی یا تجربے جوڑتے ہیں اور اس سے ان کا شوق بڑھتا ہے۔ استاد بچوں کی دل چسپیوں اور رجحانات کے مطابق اپنے لیکچر کو زیادہ منفرد اور دل چسپ بنا سکتا ہے، اس طرح آپ بچوں کو طویل دورانیے تک اپنے ساتھ جوڑے رکھتے ہیں۔

15 بچوں میں ذاتی ترغیب پیدا کرنے میں مدد کیجیے:
Help students find intrinsic motivation

بچوں میں شوق پیدا کرنے کے لیے ان کی مدد کرنا قابل قدر ہے لیکن اصل کام ان میں داخلی شوق کو پروان چڑھانا ہے۔ کلاس روم سے نکلنے کے بعد بچے اپنی ذاتی شوق سے کام کر سکیں۔ چھوٹی عمر میں بچے بیرونی ترغیب کے بغیر وہ سب کام کرتے ہیں جنھیں کرتے ہوئے ہم بڑی عمر میں تردد کا شکار ہوتے ہیں جیسے وزن اٹھانا، جوتے پالش کرنا، کپڑے دھونا وغیرہ۔ یہ کام وہ اختیار اور مرضی سے کرتے ہیں، بچے میں اختیار کی موجودگی کا احساس مستقل رہنا چاہیے۔ اگر اچھے شوق کے باوجود اس سے اختیار چھین لیا جائے تو وہ بیزار ہو جاتا ہے اور زمانے کی بھیڑ چال میں رہنے میں عافیت سمجھتا ہے۔ اس لیے بچے کو اختیار اور شوق کے ساتھ کام کرنے کا موقع دیں۔ جیسے وہ اپنی دل چسپی کا مواد تلاش کر سکے، اعلیٰ تعلیم کے لیے اپنے شوق کا میدان منتخب کر سکے اور علم سے محبت پیدا ہو وغیرہ، یہ آپ کی طرف سے بچوں کو بہترین تحفہ ہو گا۔

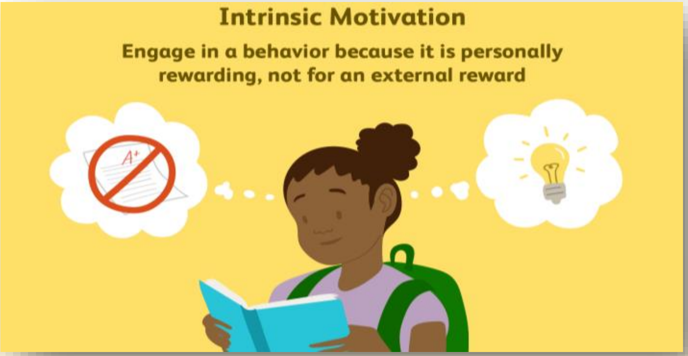

16 بچوں کو نمبر گیم سے نکالیے:
Avoid Numbers and Grades Oriented competition

بعض بچے والدین اور اساتذہ کی طرف سے نفسیاتی دباؤ کی وجہ سے پڑھنے میں اتنے مگن ہو جاتے ہیں کہ وہ خود کو اعلیٰ مخلوق سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ اعلیٰ نمبروں یا گریڈز کے لیے دن رات ایک کیے رہتے ہیں۔ اول آنے کی دوڑ نے بچوں کو نفسیاتی مریض بنا دیا ہے۔ ایسے بچوں یہ سمجھانے کی کوشش کیجیے کہ کسی ایک مضمون میں سخت محنت کرنا یا صرف گریڈز کی دوڑ ہی کامیابی کی علامت نہیں، وہ نتیجے کے بارے میں زیادہ فکر مند نہ ہوں، ایسا نہ ہو کہ وہ خود ساختہ توقعات پر پورا نہ اترنے پر مایوسی کی گھاٹیوں میں جا گریں۔

17 بڑے خواب ضرور دکھائیے لیکن ایسے جن کی تعبیر ممکن ہو:
Make goals high but attainable

جس طرح بچوں کو صرف گریڈز اور اول آنے کی دوڑ کا عادی بنانا غیر مناسب اور نقصان دہ ہے اسی طرح بچوں کو اپنی کم سے کم بساط سے اونچے مقاصد کے حصول کے لیے تیار نہ کرنا بھی اپنے مقام سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے۔ بچوں کو اتنا ڈھیلا اور بے پروا بھی نہ کیا جائے کہ وہ اپنی دنیا ہی گنوا بیٹھیں۔ بچوں کو چیلنجز سے نبٹنے اور اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے سخت محنت کا عادی بنائیے۔ بچوں کو بڑے اور باتعبیر خواب دکھانے سے خوف زدہ نہ ہوں۔

18 فیڈ بیک دیجیے اور بہتری کے لیے معاونت کیجیے:

Give feedback and offer chances to improve

بچے پڑھائی کے دوران بعض اوقات شدید مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کرتے ہیں، بروقت کونسلنگ نہ ملنے کی وجہ سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ جب طلبہ کو ضرورت ہو ان کی بروقت مدد کیجیے۔ اس صورت حال میں اساتذہ کو ہوش مند رہنا چاہیے، بچوں کی غلطیوں کی نشاندہی کرکے اس کی درستگی کیجیے۔ ان کی حوصلہ شکنی کے بجائے آئندہ غلطی سے بچنے کے طریقے سمجھائیے۔

19 تعلیمی پیش رفت کی مسلسل نگرانی کیجیے:

Track progress

طلبہ کے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ وہ کتنی بہتری اور ترقی کے درجے پر پہنچ چکے ہیں بالخصوص مشکل مضامین میں۔ اس لیے تعلیمی سرگرمیوں کی مسلسل ٹریکنگ یا نگرانی استاد اور طالب دونوں کے لیے مفید ہے۔ اس طرح سے استاد مسلسل طالب علم میں تحریک اور ترغیب میں اضافہ کرتا رہتا ہے، اور تعلیمی دورانیے میں وقفے وقفے سے طالب علم اپنی پراگریس کے مطابق پڑھائی میں دل چسپی برقرار رکھتا ہے۔

20 تفریح بھی ضروری ہے:

Make things fun

بچوں میں شوق کو برقرار رکھنے کے لیے تفریح بھی بہت ضروری ہے۔ کمرۂ جماعت میں کھیلنا تو ممکن نہیں ہوتا لیکن کلاس روم میں خوشگوار اور تفریح کا ماحول ہو تو طلبہ کی توجہ اور دل چسپی بڑھتی ہے۔ کلاس روم میں تفریحی سرگرمیاں شامل کرنے سے کلاس روم کا ماحول مزید دوستانہ بنے گا، طلبہ میں محنت کرنے میں دل لگے گا اور شوق سے محنت کریں گے۔

21 کامیابی کے مواقع سے آگاہ کیجیے:

Provide opportunities for success

اگر طلبہ کو یہ محسوس ہو کہ ان محنت رنگ نہیں لائے گی یا دوسرے طلبہ کی طرح ان کی کامیابیوں نہیں سراہا جارہا تو ان کا الجھن اور بوریت کی طرف رجحان بڑھے گا۔ اس بات کو یقینی بنائیے کہ ہر بچے اپنی استعداد کو بروئے کار لاسکے، اس کی محنت اور کام کو اہمیت دی جائے اور اسے سراہا جائے۔ اس طرح ایسی دنیا تشکیل پائے گی جہاں شوق اور ترغیب کو جگہ ملے گی۔

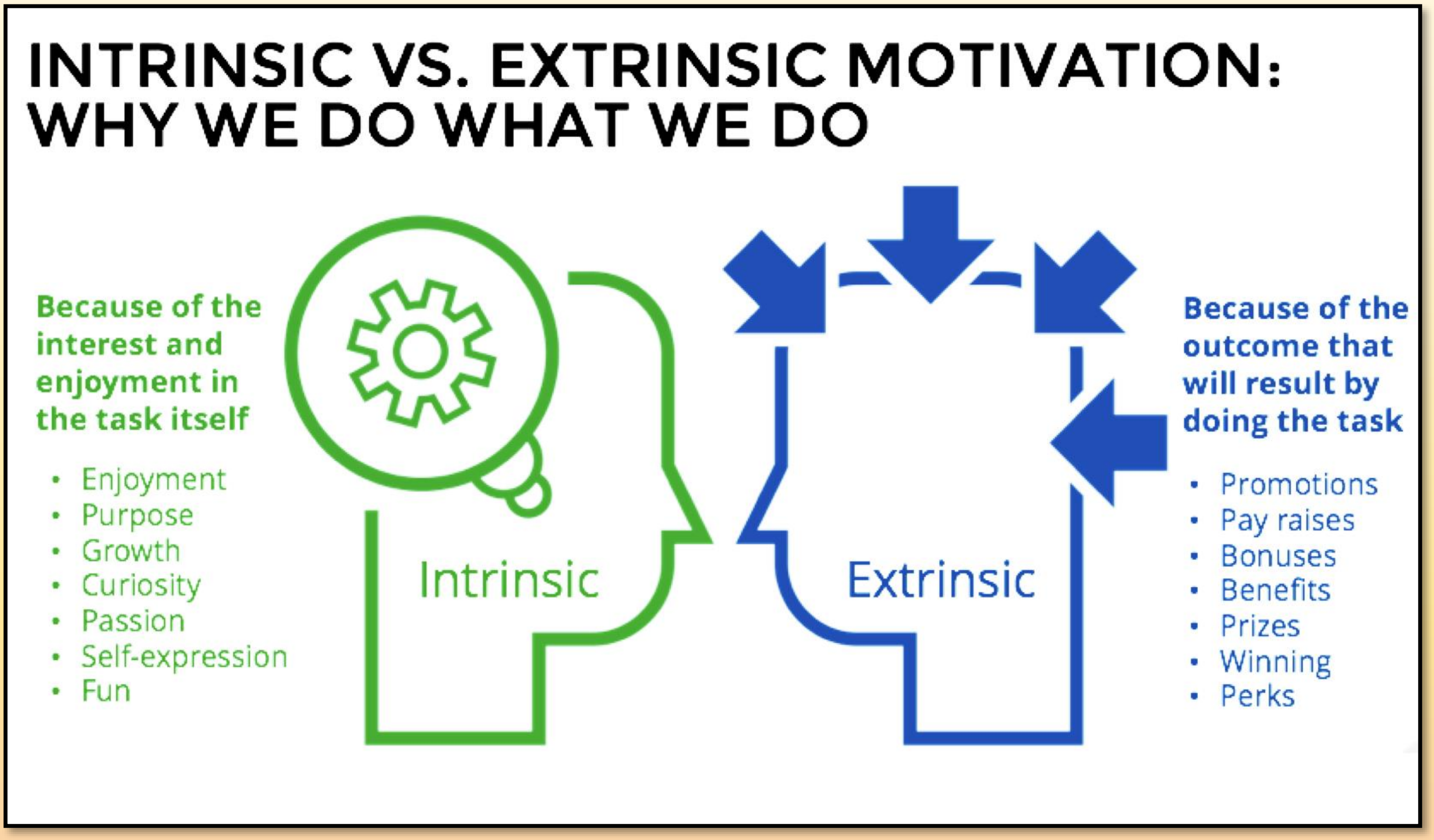

مالک خان سیال

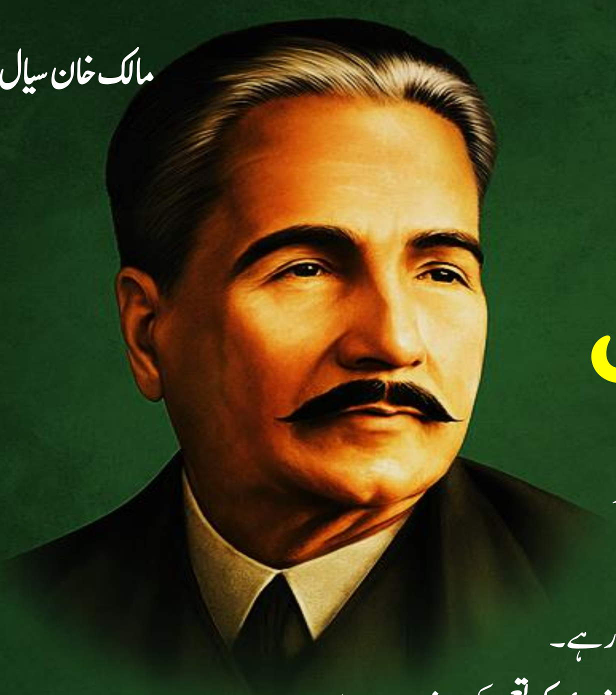

اقبالؒ کی شاعری سے استاد کے لیے رہنمائی

علامہ محمد اقبالؒ کی شاعری محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل نظامِ فکر ہے جو انسان کو خودی، عمل، ایمان اور کردار کی بلندی کی طرف بلاتا ہے۔ ان کا پیغام زندگی کے ہر شعبے کے لیے مشعلِ راہ ہے، خصوصاً **استاد** کے لیے — جو قوموں کی تقدیر بدلنے کا مرکز و محور ہے۔

اقبالؒ کے نزدیک استاد صرف علم دینے والا نہیں بلکہ **شخصیت سازی، روح کی بیداری اور خودی کی تعمیر** کرنے والا رہنما ہے۔

1۔ خودی کی بیداری: استاد کا بنیادی مقصد

اقبالؒ کا سب سے بڑا پیغام "خودی" ہے۔ ان کے نزدیک قوم کی بیداری کا آغاز فرد کی خودی سے ہوتا ہے، اور خودی کو جگانے والا سب سے پہلا شخص استاد ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے

یہ شعر استاد کو یاد دلاتا ہے کہ تعلیم کا اصل مقصد امتحان کی تیاری نہیں بلکہ شخصیت کی تعمیر ہے۔ استاد کو چاہیے کہ وہ اپنے شاگردوں میں اعتماد، شعور اور خود آگاہی پیدا کرے تاکہ وہ خود اپنی تقدیر لکھنے کے قابل بن جائیں۔

2۔ استاد، رہبرِ راہِ عمل

اقبالؒ کے نزدیک علم اگر عمل سے خالی ہو تو وہ وبالِ جان بن جاتا ہے۔ وہ ایسے علم کے مخالف ہیں جو کردار نہ سنوارے اور انسان کو ذمہ داری کا احساس نہ دے۔

استاد کو اقبالؒ یہ سبق دیتے ہیں کہ وہ طلبہ میں صرف معلومات نہ بھرے، بلکہ ان کے اندر **عمل کی حرارت** اور **کردار کی روشنی** پیدا کرے۔ ایک ایسا استاد جو خود عمل میں سچا ہو، اپنے شاگردوں کے دلوں پر دیرپا اثر چھوڑتا ہے۔

3۔ شاہین صفت شاگرد کی تربیت

اقبالؒ کا مثالی شاگرد شاہین ہے — بلند پرواز، خوددار، غیرت مند، اور آزاد۔ مگر شاہین کو اڑان سکھانے والا استاد ہی ہوتا ہے۔

تو شاہیں ہے، پرواز ہے کام تیرا ---- ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

استاد کا فرض ہے کہ وہ شاگرد کو تقلید کے پنجرے سے نکال کر تخلیق، جستجو اور خود اعتمادی کی دنیا میں لے جائے۔ وہ اپنے شاگردوں کے اندر **سوچنے، سوال کرنے اور خواب دیکھنے** کی جرأت پیدا کرے۔

4۔ استاد بطور معمارِ ملت

اقبالؒ کے نزدیک ایک معلم دراصل **معمارِ ملت** ہے۔ قومیں تلوار سے نہیں، تربیت سے بنتی ہیں، اور تربیت استاد کے ہاتھ میں ہے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

یہ شعر استاد کو یہ احساس دلاتا ہے کہ اس کی کلاس روم محض تعلیم گاہ نہیں بلکہ **قوم سازی کی تجربہ گاہ** ہے۔ ہر بچہ مستقبل کا معمار ہے، اور استاد اس معمار کا ہاتھ تھامنے والا رہنما۔

5۔ روحانی و اخلاقی تربیت

اقبالؒ کی نگاہ میں تعلیم کا سب سے اہم پہلو **اخلاقی و روحانی تربیت** ہے۔ اگر استاد خود ایمان، اخلاص، سچائی اور خدمت کا نمونہ ہو تو اس کی شخصیت خود درسِ اخلاق بن جاتی ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

استاد کے لیے اقبالؒ کا پیغام یہ ہے کہ وہ دل سے بولے، دل سے سکھائے، اور دل سے کردار بنائے — کیونکہ دل سے نکلنے والی بات اثر رکھتی ہے۔

6۔ عصرِ حاضر میں اقبالؒ کی فکر کی معنویت

آج کا استاد جب اقبالؒ کی شاعری کا مطالعہ کرے تو اسے یہ احساس ہونا چاہیے کہ یہ اشعار صرف ماضی کے خواب نہیں بلکہ **آج کے تعلیمی چیلنجز** کا حل بھی ہیں۔ اقبالؒ ہمیں سکھاتے ہیں کہ جدید سائنس، ٹیکنالوجی اور علم کی ترقی اُس وقت با معنی بنتی ہے جب اسے **اخلاق، ایمان اور خودی** کے سانچے میں ڈھالا جائے۔

نتیجہ: اقبالؒ کی فکر، استاد کی ذمہ داری

استاد اگر اقبالؒ کے پیغام کو سمجھ لے تو وہ محض ایک معلم نہیں رہتا بلکہ **اقبالؒ کا پیامبر** بن جاتا ہے — جو نئی نسل کو خودی، ایمان، عمل اور بلند مقصد کے راستے پر گامزن کرتا ہے۔

اقبالؒ کی شاعری ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ:

تُو رازِ کن فکاں ہے، اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
یہ ہندی، وہ خُراسانی، یہ افغانی، وہ تُورانی
غبار آلودۂ رنگ و نَسب ہیں بال و پر تیرے
خودی میں ڈوب جا غافل! یہ سرِّ زندگانی ہے
مصافِ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
گزر جا بن کے سیلِ تُند رَو کوہ و بیاباں سے

خودی کا راز داں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا
اُخُوّت کا بیاں ہو جا، محبّت کی زباں ہو جا
تُو اے شرمندۂ ساحل! اُچھل کر بے کراں ہو جا
تُو اے مرغِ حرم! اُڑنے سے پہلے پَرفشاں ہو جا
نکل کر حلقۂ شام و سحَر سے جاوداں ہو جا
شبستانِ محبّت میں حریر و پرنیاں ہو جا
گلستاں راہ میں آئے تو جُوئے نغمہ خواں ہو جا

محمد سلیمان

جدید ڈیجیٹل ٹولز اور تدریس: ایک تعلیمی انقلاب

آج کا دور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا دور ہے، جہاں ہر شعبہ زندگی جدید ٹولز سے مستفید ہو رہا ہے۔ تعلیم کا شعبہ بھی اس انقلاب سے مستثنیٰ نہیں۔ ڈیجیٹل ٹولز نے تدریس کے روایتی طریقوں کو بدل دیا ہے، جس سے اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے نئے مواقع پیدا ہوئے ہیں۔ ان ٹولز میں آن لائن لرننگ پلیٹ فارمز، ایپلی کیشنز، انٹرایکٹو وائٹ بورڈز اور مصنوعی ذہانت (AI) پر مبنی سافٹ ویئرز شامل ہیں۔ یہ ٹولز نہ صرف تعلیمی مواد کو زیادہ دلچسپ بناتے ہیں بلکہ طلبہ کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور انفرادی سیکھنے کے عمل کو بہتر بنانے میں بھی مدد دیتے ہیں۔ اس آرٹیکل میں تدریس کے میدان میں ڈیجیٹل ٹولز کے کردار، ان کے مثبت اثرات و فوائد، درپیش چیلنجز، ان کے حل کے لیے حکمتِ عملی اور مستقبل کے امکانات کا جائزہ پیش کیا جائے گا، بالخصوص پاکستانی تعلیمی تناظر میں۔

ڈیجیٹل ٹولز کی اہم اقسام

تدریس میں استعمال ہونے والے ڈیجیٹل ٹولز کی کئی اقسام ہیں، جن میں سے چند نمایاں درج ذیل ہیں:

آن لائن لرننگ مینجمنٹ سسٹمز

گوگل کلاس روم، مائیکروسافٹ ٹیمز، اور موڈل جیسے پلیٹ فارمز اساتذہ کو کورس میٹریل اپ لوڈ کرنے، کوئزز ترتیب دینے اور طلبہ کے ساتھ رابطے میں رہنے کی سہولت دیتے ہیں۔ یہ ٹولز خاص طور پر ریموٹ لرننگ کے دوران COVID-19 وباء کے وقت مقبول ہوئے۔

انٹرایکٹو ایپلی کیشنز

کہوٹ، کوئزلیٹ، اور پیڈلیٹ جیسے ایپس طلبہ کے لیے انٹرایکٹو کوئزز، فلیش کارڈز اور گروپ ڈسکشنز کو ممکن بناتی ہیں، جو سیکھنے کو گیمیفیکیشن کے ذریعے مزید پرلطف بناتے ہیں۔

مصنوعی ذہانت (AI) ٹولز

Grok، گرامرلی اور دیگر AI ٹولز طلبہ کی تحریری صلاحیتوں کو بہتر بنانے، سوالات کے فوری جوابات دینے، اور ذاتی نوعیت کے سیکھنے کے تجربات فراہم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

ویڈیو کانفرنسنگ ٹولز

زوم اور گوگل میٹ جیسے ٹولز نے ورچوئل کلاس رومز کو ممکن بنایا ہے، جہاں طلبہ اور اساتذہ فاصلاتی حدود کے باوجود رابطے میں رہتے ہیں۔

ڈیجیٹل ٹولز کے فوائد

ذاتی نوعیت کا سیکھنا

AI پر مبنی ٹولز ہر طالب علم کی صلاحیتوں کے مطابق مواد پیش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، Khan Academy جیسے پلیٹ فارمز طلبہ کو ان کی رفتار سے سیکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔

رسائی میں اضافہ

آن لائن پلیٹ فارمز نے دیہی علاقوں کے طلبہ کے لیے بھی معیاری تعلیمی مواد تک رسائی ممکن بنائی ہے۔ مثال کے طور پر، پاکستان میں ای-لرن پنجاب جیسے پروگرامز سرکاری اسکولوں میں ڈیجیٹل مواد فراہم کر رہے ہیں۔

انٹرایکٹو سیکھنا

کہوٹ جیسے ٹولز گیم یفیکیشن کے ذریعے طلبہ کی دلچسپی بڑھاتے ہیں، جس سے وہ زیادہ فعال طور پر کلاس میں شریک ہوتے ہیں۔

وقت اور وسائل کی بچت

ڈیجیٹل ٹولز اساتذہ کو خودکار گریڈنگ، آن لائن اسائنمنٹس اور ڈیجیٹل نوٹس کے ذریعے وقت بچانے میں مدد دیتے ہیں۔

عالمی رابطہ

ورچوئل کلاس رومز اور آن لائن فورمز طلبہ کو عالمی سطح پر دوسرے طلبہ اور اساتذہ سے جوڑتے ہیں، جس سے ثقافتی اور علمی تبادلہ ممکن ہوتا ہے۔

پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں، جہاں تعلیمی وسائل محدود ہیں، یہ ٹولز تعلیمی تفاوت کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

چیلنجز اور حدود

ٹیکنالوجی تک رسائی

پاکستان کے دیہی علاقوں میں انٹرنیٹ اور ڈیوائسز کی کمی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ بہت سے طلبہ کے پاس سمارٹ فونز یا لیپ ٹاپ نہیں ہوتے۔

اساتذہ کی تربیت

بہت سے اساتذہ ڈیجیٹل ٹولز استعمال کرنے کے لیے مناسب تربیت سے محروم ہیں، جس کی وجہ سے ان کا استعمال غیر موثر ہوتا ہے۔

تکنیکی مسائل

انٹرنیٹ کنکشن کی سست رفتار، بجلی کی بندش اور سافٹ ویئر کی خرابیاں تدریس کے عمل کو متاثر کرتی ہیں۔

ڈیٹا سیکیورٹی

آن لائن پلیٹ فارمز پر طلبہ اور اساتذہ کے ڈیٹا کی حفاظت ایک بڑا مسئلہ ہے، خاص طور پر جب غیر محفوظ پلیٹ فارمز استعمال کیے جاتے ہیں۔

چیلنجز سے نمٹنے کے لیے حکمت عملی

انفراسٹرکچر کی بہتری

حکومت اور نجی شعبے کو مل کر دیہی علاقوں میں انٹرنیٹ کنیکٹیویٹی اور بجلی کی فراہمی کو بہتر بنانا چاہیے۔ مثال کے طور پر، سولر پینلز اور کم لاگت والے انٹرنیٹ ہاٹ اسپاٹس دیہی اسکولوں میں نصب کیے جا سکتے ہیں۔

اساتذہ کی تربیت کے پروگرامز

اساتذہ کے لیے باقاعدہ ورکشاپس اور آن لائن کورسز کا اہتمام کیا جائے، جیسے کہ گوگل ایجوکیٹر سرٹیفکیشن یا مائیکروسافٹ ایجوکیٹر سینٹر کے پروگرامز، تاکہ وہ ڈیجیٹل ٹولز کو مؤثر طریقے سے استعمال کر سکیں۔

آف لائن حل

انٹرنیٹ کی عدم دستیابی کے لیے آف لائن ایپلی کیشنز (جیسے کہ Sabaq.pk کی آف لائن ویڈیوز) اور USB پر مبنی تعلیمی مواد تیار کیا جائے، جو دیہی علاقوں کے طلبہ کے لیے قابل رسائی ہو۔

نتیجہ

ڈیجیٹل ٹولز نے تدریس کے عمل کو نہ صرف آسان بنایا بلکہ اسے زیادہ موثر، پرکشش، اور قابل رسائی بھی بنایا ہے۔ اگرچہ چیلنجز موجود ہیں، لیکن انفراسٹرکچر کی بہتری، اساتذہ کی تربیت، اور متوازن تدریسی نقطہ نظر کے ذریعے ان پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

پاکستانی تناظر میں ڈیجیٹل ٹولز کا کردار

پاکستان میں تعلیمی نظام کو ڈیجیٹل ٹولز کے ذریعے بہتر بنانے کی کئی کامیاب مثالیں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر، ٹیلی اسکول پروگرام نے ٹیلی ویژن کے ذریعے دیہی علاقوں تک تعلیمی مواد پہنچایا، جبکہ ای-لرن پنجاب نے ڈیجیٹل سبق تیار کیے۔ اس کے علاوہ، نجی شعبے میں ایجوکیشن ٹیکنالوجی (EdTech) کمپنیاں جیسے کہ Sabaq.pk اور Knowledge Platform آن لائن کورسز اور ایپس کے ذریعے طلبہ کی مدد کر رہی ہیں۔ تاہم، شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان ڈیجیٹل تفاوت کو ختم کرنے کے لیے مزید سرمایہ کاری اور پالیسی سازی کی ضرورت ہے۔

مستقبل کے امکانات

ڈیجیٹل ٹولز کا مستقبل روشن ہے، خاص طور پر مصنوعی ذہانت اور ورچوئل رئیلٹی (VR) کے عروج کے ساتھ۔ VR کلاس رومز طلبہ کو تاریخ، سائنس، اور ادب کو بصری طور پر تجربہ کرنے کا موقع دیں گی۔ مثال کے طور پر، طلبہ علامہ اقبال کے دور کے تاریخی مقامات کو ورچوئل طور پر دیکھ سکتے ہیں، جو ان کی شاعری کو سمجھنے میں مددگار ہوگا۔ اس کے علاوہ، AI ٹولز ہر طالب علم کے لیے ذاتی نوعیت کے نصاب تیار کر سکتے ہیں، جو ان کی انفرادی ضروریات کو پورا کریں گے۔

پاکستان جیسے ملک میں، جہاں تعلیمی وسائل کی کمی ایک بڑا مسئلہ ہے، ڈیجیٹل ٹولز تعلیمی انقلاب کا باعث بن سکتے ہیں۔ مستقبل میں، ان ٹولز کا صحیح استعمال طلبہ کو نہ صرف علمی طور پر بلکہ تخلیقی اور تکنیکی طور پر بھی بااختیار بنائے گا، جو ایک ترقی یافتہ معاشرے کی بنیاد رکھے گا۔

مالک خان سیال

کردار سازی کے محرکات

ہم نصابی سرگرمیوں کے ذریعے طلبا کی کردار سازی تعلیمی اداروں کا اولین مقصد ہے

ایک مثالی اور قابل استاد اپنے طلبہ و طالبات کو صرف زیور تعلیم سے ہی آراستہ نہیں کرتا بلکہ ان کی کردار سازی کے ذریعے ان کے کردار کو بھی بہتر بناتا ہے۔ طلبہ و طالبات اپنے معلم کے کردار و شخصیت سے براہ راست متاثر ہوتے ہیں اور یہ تاثر طلبا کے اندر تادم آخر برقرار اور جاری رہتا ہے۔ تعلیمی اداروں کا اولین مقصد اپنے طلبا کی کردار سازی ہونا چاہیے تاکہ اپنے کردار کو بہتر بنا کر ادارے کے تعلیم یافتہ افراد معاشرے کے کامیاب افراد بن سکیں۔ بچوں میں تعلیمی بہتری لانے کے لیے اُن کے اندر قوت فیصلہ، خود اعتمادی، آگے بڑھنے کا جذبہ، تجسس اور اچھے خیالات کا پیدا کرنا ضروری ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے جہاں نصاب میں مفید اور اخلاقیات پر مبنی اسباق شامل ہونا ضروری ہے وہیں ہم نصابی سرگرمیوں کے ذریعے طلبا کے کردار میں عملی بہتری لانے پر خصوصی توجہ بھی تمام تعلیمی اداروں کی اولین ترجیحات ہونی چاہییں۔

طلبہ و طالبات کی کردار سازی میں بہت سارے عوامل کارفرما ہیں۔ چند ایک کا ذکر درج ذیل ہے:

بزم ادب

ہفتہ وار بزم ادب جیسے اہم پروگرامز کی بدولت طلبہ و طالبات کے اندر اظہار خیال میں آسانی، گفتگو کرنے کے آداب اور خود اعتمادی کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ طلبہ و طالبات ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور اپنی پوزیشن کو برقرار رکھنے کی لگن میں مسلسل کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح اُن کے اندر بے پناہ مثبت تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ کے تمام سکولز میں ایک ہی طرز پر ہر جمعہ کو ہفتہ وار بزم ادب منعقد کروایا جاتا ہے۔

بزم ادب میں طلبہ و طالبات کی کردار سازی کو مد نظر رکھتے ہوئے سرگرمیوں کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ بزمِ ادب کے انعقاد کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً ہفتہ وار پورے سکول کا مجموعی یا جماعت وار بزم ادب وغیرہ۔ بزمِ ادب کے مختلف عناصر مثلاً تلاوتِ قرآن مجید، نعت، شاعری، (نظم و غزل) رول پلے، ڈرامہ، تقاریر اور ملی و قومی نغمات وغیرہ کے ذریعے طلبہ کی کردار سازی کو مطلوبہ اور تعمیری جہت کی طرف بڑھایا جاسکتا ہے۔ بزمِ ادب کی تیاری کے لیے طلبہ کے اندر تحقیق و جستجو، مطالعہ کتب و رسائل، لائبریری کا دورہ، اخبارات و میگزین کا مطالعہ، انٹرنیٹ کا استعمال اور ٹیلی ویژن اور ریڈیو سے استفادہ کی عادت کو پختہ کیا جا سکتا ہے۔

سکول اسمبلی

طلبا کی کردار سازی میں سکول اسمبلی کے مختلف مراحل اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں۔ صبح سکول اسمبلی میں بر وقت حاضری، تلاوتِ قرآن، نعت، قومی دعا، قومی ترانہ اور ہر نئے دن کا پیغام (صباحی خطبہ) سب طلبہ وطالبات کی اخلاقی، سماجی، انفرادی واجتماعی اور روحانی تربیت و کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کسی بھی تعلیمی ادارہ میں صباحی اسمبلی ادارہ کے مجموعی و حقیقی نظم وضبط اور کارکردگی کا بہترین عکس ہوتی ہے۔ صباحی اسمبلی میں مختلف جماعتوں کے طلباء کو روزانہ مختلف ذمہ داریاں سونپ کراُن کی کردار سازی کے مختلف پہلوؤں میں بہتری لائی جاسکتی ہے اور ان کی کارکردگی کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ نمایاں کارکردگی کے حامل طلبہ کو مختلف انعامات وغیرہ سے نواز کر باقی طلبہ کی حوصلہ افزائی بھی کی جاسکتی ہے۔

سکاؤٹنگ

اسکاؤٹنگ تحریک بین الاقوامی سطح پر نوجوانوں کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی، معاشرتی اور روحانی تربیت میں اہم کردار ادا کررہی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ نوجوان اپنے معاشرے میں عوامی فلاح وبہبود میں تعمیری کردار ادا کر رہے ہیں۔ اسکاؤٹنگ اور گرلز گائیڈ تحریک کے ذریعے نوجوان طلبہ وطالبات کی شخصیت میں مثبت تبدیلیاں، مثالی کردار، احساسِ ذمہ داری، مفید شہری، معاشرتی و قومی سطح پر فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہی اور ادائیگی، جسمانی، ذہنی اور اخلاقی تربیت مفید مہارتوں اور دستکاریوں جیسی صفات پیدا کرکے کردار سازی کے ہدف کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس تحریک کے ذریعے طلبہ وطالبات کے اندر خود اعتمادی، قوت برداشت، ملکی حالات سے آگاہی اور مسائل کے حل کے مثبت طریقے، متوازن خوراک، غذا کی اہمیت، حب الوطنی اور اچھی صحت کے اصولوں سے آگاہی پیدا کرکے کردار سازی کے فریضہ کو سرانجام دیا جاسکتا ہے۔

کھیل کود

ایک متوازن اور خود اعتماد شخصیت کی تشکیل وتکمیل میں تعلیمی ونصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ کھیل کود بہت ضروری ہے۔ انسانی شخصیت میں بہت ساری خوبیاں نصابی کتب پڑھنے سے نہیں بلکہ صرف اور صرف کھیل کود کے ذریعے پیدا ہوتی ہیں۔ کھیل کود کے دوران مختلف خاندانی پس منظر کے حامل افراد، تعلیم وتربیت، مزاج، نفسیات اور فطرت رکھنے والے افراد کے باہمی ربط سے افراد میں ایک دوسرے کو برداشت کرنے، حقیقت کا سامنا کرنے، اپنی غلطی کا اعتراف اور معذرت کرنے، امیر کی اطاعت، نظم وضبط کی پیروی، رواداری اور قربانی کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ کھیل کے اصول وضوابط کی پیروی سے گھریلو اور ذاتی زندگی اور دیگر معاشرتی معاملات میں نظم وضبط، قائد کی پیروی، وقت کی پابندی اور اصول پسندی کی عادت پیدا ہوتی ہے

ادارے کا ماحول

بچے کی تربیت اور کردار سازی کے لیے سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ادارے کا مجموعی ماحول ہوتا ہے۔ کوشش کی جانی چاہیے کہ جہاں اساتذہ بچوں کو تربیتی ماحول فراہم کریں اس کے ساتھ ساتھ مین گیٹ، کمروں، راہداریوں اور مختلف جگہوں پر اقوال زریں، احادیث اور سنہری اصول اور تربیتی مواد و مضامین لگوائے جائیں تاکہ بچوں کو ان سے روشناس کروایا جاسکے۔ مثلاً پانی پینے کی جگہ پر پانی پینے کے آداب کا پوسٹر لگایا جائے۔

نماز کی ترغیب

کردار سازی میں ارکان اسلام بالخصوص نماز کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ اس لیے سکولز میں نماز کی خصوصی ترغیب دلائی جانی چاہیے۔ رجسٹر حاضری پر حاضری لگاتے وقت نمازوں کی حاضری کا خصوصی طور پر جائزہ لیا جائے۔ سکولوں کے اندر نماز ظہر کا باجماعت اہتمام کیا جائے۔ والدین سے نماز فجر و دیگر نمازوں کے حوالے سے معلومات لی جائیں اور باجماعت نمازوں کی تاکید کی جائے۔

لباس

صاف، کھلا اور موزوں لباس طلبہ وطالبات کی شخصیت کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔ اس لیے طلبہ وطالبات کو صاف ستھری یونیفارم پہننے کی خصوصی تاکید کی جانی چاہیے۔ بچیوں کے لیے شروع جماعتوں سے سکارف کا اہتمام کیا جائے تاکہ پردے کی عادت کو بچپن سے ہی طالبات کی شخصیت کا حصہ بنایا جاسکے۔ بڑی جماعتوں میں طالبات کے لیے بڑی چادر اوڑھنے یا گاؤن پہننے کی پابندی کی جائے۔

ادبی سوسائٹی

طلبا کی کردار سازی کے لیے ضروری ہے کہ سکولوں میں بچوں کی ادبی واصلاحی سوسائٹیاں بنائی جائیں جن میں بچے بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکیں۔ سوسائٹی کے صدر اور سیکرٹری وغیرہ کے لیے بچوں کو منتخب کیا جائے اور ذمہ داریاں تفویض کی جائیں۔ بچوں کی یہ سوسائٹی نہ صرف سکول کے اندر بلکہ اپنے علاقوں میں بھی مختلف مہمات کے ذریعے تعمیری وتربیتی اقدامات کو فروغ دے سکتی ہیں۔ جیسے صفائی مہم، صلوٰۃ مہم، السلام علیکم مہم وغیرہ۔

متبسم حسن

طلبہ کے نفسیاتی مسائل اور ابتدائی مدد

طلبہ کی ذہنی و جذباتی کیفیت ان کی تعلیمی کارکردگی اور ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیمی سفر کے دوران اکثر اوقات طلبہ مختلف نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں، جیسے کہ خوف، دباؤ، اضطراب، یا احساسِ کمتری۔ یہ مسائل ان کی پڑھائی، رویے اور معاشرتی تعلقات کو متاثر کر سکتے ہیں۔ ان مسائل کی بروقت پہچان اور مناسب ابتدائی مدد طلبہ کی ذہنی صحت بہتر بنانے میں معاون ثابت ہو سکتی ہے، جس سے ان کی تعلیمی اور ذاتی زندگی میں مثبت تبدیلی ممکن ہے۔

نفسیاتی مسائل کی ممکنہ علامات

طلبہ میں نفسیاتی مسائل کی مختلف علامات ظاہر ہو سکتی ہیں، جنہیں وقت پر پہچاننا نہایت ضروری ہے۔ ان علامات کی مدد سے اساتذہ، والدین اور دیگر ذمہ دار افراد بروقت مدد فراہم کر سکتے ہیں۔ عام طور پر پائی جانے والی علامات درج ذیل ہیں:

1۔ **مزاج میں تبدیلی:** طلبہ کا معمول کا رویہ اچانک بدل جانا ایک اہم علامت ہے۔ مثلاً وہ بچہ جو پہلے خوش مزاج تھا، اچانک چڑچڑا، غمگیں یا خاموش رہنے لگے۔ کبھی کبھار وہ بلاوجہ رونے لگتا ہے یا معمولی بات پر غصہ کر بیٹھتا ہے۔

2۔ **تعلیمی کارکردگی میں کمی:** طلبہ کی پڑھائی میں دلچسپی کم ہو جانا یا نتائج میں واضح کمی آ جانا بھی نفسیاتی دباؤ کی علامت ہو سکتی ہے۔ ایسے بچے اکثر سبق یاد نہیں رکھتے یا کلاس میں توجہ نہیں دے پاتے۔ ہوم ورک مکمل نہ کرنا یا امتحانات میں خراب کارکردگی بھی اس کا اشارہ ہو سکتا ہے۔

3۔ **سماجی تنہائی:** اگر طالبعلم دوستوں سے میل جول کم کر دے، گروپ میں شامل نہ ہو یا کھیل کود سے دوری اختیار کرے تو یہ بھی ایک تشویش ناک علامت ہو سکتی ہے۔ ایسے بچے خود کو الگ رکھتے ہیں اور اکیلے بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔

4۔ **مایوسی یا منفی سوچ:** ایسے طلبہ اکثر خود کو ناکام، بے کار یا دوسروں سے کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ مثبت سوچنے کے بجائے ہر بات میں مایوسی کا پہلو تلاش کرتے ہیں۔ بعض اوقات وہ خود کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی ظاہر کر سکتے ہیں۔

نفسیاتی مسائل کی وجوہات اور ان کے مجوزہ حل

طلبہ کے نفسیاتی مسائل کی وجوہات کو جاننا اور ان کے مطابق مناسب مدد فراہم کرنا ایک اہم تعلیمی و تربیتی ذمہ داری ہے۔ یہ مدد بچوں کی ذہنی صحت کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور انہیں مثبت انداز میں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتی ہے۔ذیل میں چند اہم وجوہات اور ان کے مجوزہ حل پیش کیے جا رہے ہیں:

1۔ تعلیمی دباؤ:

زیادہ نمبروں کی خواہش، امتحانات کا خوف اور دوسرے طلبہ سے مسلسل موازنہ اکثر طلبہ میں ذہنی دباؤ پیدا کر دیتا ہے۔اس دباؤ کے باعث بعض بچے خود کو ناکام یا ناکافی محسوس کرنے لگتے ہیں۔اساتذہ اور والدین کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی قابلیت کو مدِ نظر رکھ کر ان سے متوازن توقعات رکھیں اور ان کی محنت کو سراہیں۔ مثلاً اگر ایک بچہ معمولی بہتری بھی دکھائے تو اس کی حوصلہ افزائی ضروری ہے تاکہ وہ اعتماد کے ساتھ آگے بڑھے۔

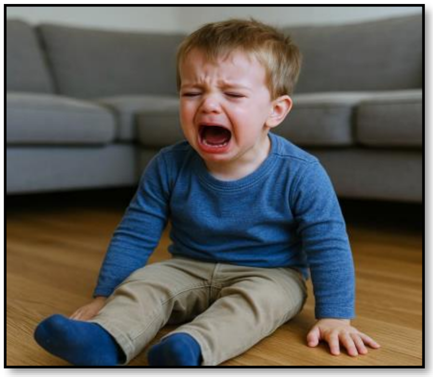

2۔ گھریلو بے سکونی:

گھر کے غیر متوازن ماحول جیسے والدین کے جھگڑے، لاپرواہی یا سختی سے بچے میں بے چینی، خوف اور خاموشی پیدا ہو سکتی ہے۔ ایسے حالات میں بچے کا رویہ اور تعلیمی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ بہتر ہے کہ والدین گھر میں محبت، برداشت اور گفتگو کا ماحول پیدا کریں تاکہ بچہ خود کو محفوظ محسوس کرے۔ مثلاً روزانہ چند منٹ بچے سے بات چیت کرنا بھی بڑا مثبت اثر ڈال سکتا ہے۔

3۔ ہم عمروں کا دباؤ:

بعض طلبہ اپنے ہم جماعتوں سے متاثر ہو کر خود کو کمتر محسوس کرنے لگتے ہیں، خصوصاً جب وہ دوسروں جیسی کارکردگی یا چیزیں حاصل نہ کر پائیں۔ اس دباؤ سے بچانے کے لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بچوں کو خود اعتمادی کی تربیت دیں اور ہر بچے کی انفرادیت کو تسلیم کریں۔ مثلاً کلاس کی سرگرمیوں میں ہر بچے کو شامل کر کے اسے اہمیت دینا اس کی خود اعتمادی کو بڑھا سکتا ہے۔

4۔ بُلنگ یا مذاق اُڑایا جانا:

جب طلبہ کو بار بار تنگ کیا جائے، ان کا مذاق اُڑایا جائے یا انہیں جسمانی یا زبانی طور پر نقصان پہنچایا جائے تو وہ ذہنی دباؤ، خوف اور تنہائی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اسکول کو چاہیے کہ بُلنگ کے خلاف سخت اقدامات کرے اور تمام طلبہ کو باہمی عزت، برداشت اور ہمدردی کا سبق دے۔ مثلاً اگر کوئی بچہ شکایت کرے کہ اسے نام بگاڑ کر بلایا جاتا ہے، تو فوری کارروائی ضروری ہے۔

5۔ ذاتی محرومیاں یا جسمانی کمزوریاں:

کچھ طلبہ اپنی شکل، مالی حالت یا جسمانی کسی کمی کی وجہ سے خود کو دوسروں سے کم تر سمجھنے لگتے ہیں۔ ان بچوں کو خصوصی توجہ اور محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اساتذہ ان کی خوبیوں کو نمایاں کریں اور انہیں ان سرگرمیوں میں شامل کریں جہاں وہ اپنی صلاحیتوں کو بہتر طور پر ظاہر کر سکیں۔ مثلاً اگر کوئی بچہ زبانی طور پر کمزور ہو تو اسے تحریری کام میں موقع دینا فائدہ مند ہو سکتا ہے۔

6۔ مسائل کا شدت اختیار کر جانا :

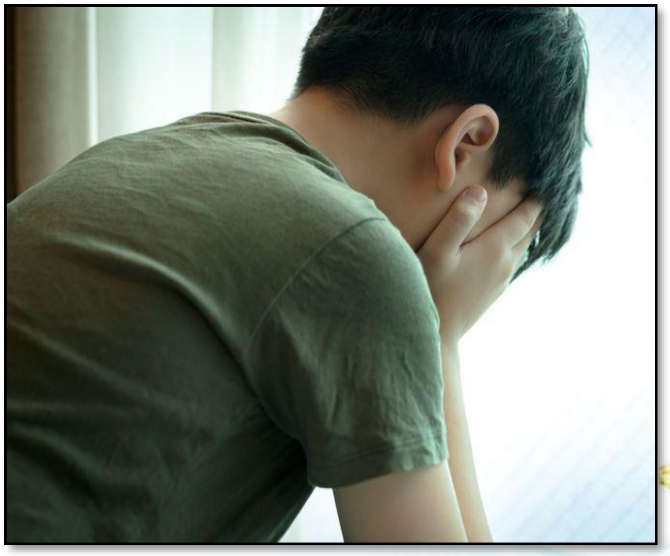

کچھ طلبہ کے نفسیاتی مسائل وقتی نہیں ہوتے، بلکہ وقت کے ساتھ بڑھتے جاتے ہیں۔ جیسے مستقل ڈپریشن، خود کو نقصان پہنچانے کے خیالات، شدید گھبراہٹ یا خود اعتمادی کا مکمل فقدان۔ ایسے حالات میں اساتذہ اور والدین کو فوری طور پر ماہرِ نفسیات یا اسکول کونسلر سے رجوع کرنا چاہیے۔ پیشہ ورانہ مدد سے بچے کو محفوظ ماحول، مشاورت اور علاج کی سہولت ملتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی بچہ یہ کہے کہ "مجھے اپنی زندگی سے فرق نہیں پڑتا" یا بار بار خود کو تنہا اور بیکار سمجھے، تو یہ علامت ہے کہ معاملہ سنجیدہ ہے اور فوری توجہ درکار ہے۔

طلبہ کی ذہنی و جذباتی صحت ان کی تعلیمی کامیابی اور مجموعی شخصیت کی تعمیر میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر طلبہ کے نفسیاتی مسائل کو بروقت پہچانا جائے اور مناسب ابتدائی مدد فراہم کی جائے تو نہ صرف ان کی کارکردگی بہتر ہو سکتی ہے بلکہ وہ ایک پر اعتماد، مطمئن اور متوازن انسان بن سکتے ہیں۔ اس عمل سے تعلیمی ماحول بھی مثبت اور معاون بن جاتا ہے جہاں ہر طالب علم کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔ بالآخر، یہی طلبہ آگے چل کر ایک صحت مند اور خوشحال معاشرے کی بنیاد رکھتے ہیں۔

محمد طاہر عباس

ادارے سے محبت، طلبہ کی تربیت کا اہم پہلو

ادارہ وہ مقدس جگہ ہے جہاں انسان اپنی زندگی کے سب سے قیمتی سال گزارتا ہے۔ یہیں وہ علم حاصل کرتا ہے، اپنی شخصیت کو سنوارتا ہے، اور زندگی کے عملی سفر کے لیے تیاری کرتا ہے۔ لیکن اگر طالب علم کے دل میں ادارے کے لیے محبت نہ ہو تو علم کا یہ سفر ادھورا رہ جاتا ہے۔

ادارے سے محبت صرف ایک جذباتی وابستگی نہیں بلکہ ایک **تعلیمی، اخلاقی اور سماجی ضرورت** ہے۔ وہ طالب علم جو اپنے ادارے سے محبت کرتا ہے، اس کی عزت کرتا ہے، اس کے اصولوں پر عمل کرتا ہے اور اسے ترقی کرتے دیکھنا چاہتا ہے، دراصل وہ اپنی ہی کامیابی کی بنیاد رکھتا ہے۔

ادارے کے ساتھ وابستگی طلبہ کو نظم و ضبط، اتحاد، ذمہ داری اور مثبت سوچ کی تربیت دیتی ہے۔ ایسے طلبہ نہ صرف ادارے کے لیے باعثِ فخر ہوتے ہیں بلکہ معاشرے کے بہترین شہری بن کر اُبھرتے ہیں۔

ادارے سے محبت کی اہمیت

ادارے سے محبت اس بنیاد پر کھڑی ہے کہ طالب علم کو یہ احساس ہو کہ یہ ادارہ اس کے مستقبل کی تعمیر گاہ ہے۔ جو طلبہ اپنے ادارے کو محض ایک عمارت سمجھتے ہیں، وہ کبھی دل سے سیکھنے والے نہیں بنتے۔ لیکن جو اپنے ادارے کو اپنا گھر، اپنے اساتذہ کو رہنما، اور اپنے ہم جماعتوں کو ساتھی سمجھتے ہیں، وہ زندگی میں آگے بڑھنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ ایسے طلبہ ادارے کا نام روشن کرتے ہیں۔ چاہے وہ مقابلے ہوں یا امتحانات، وہ اپنی بہترین کارکردگی سے ادارے کو فخر محسوس کرواتے ہیں۔ ادارے سے محبت طلبہ میں ذمہ داری، خدمتِ خلق اور باہمی تعاون کے جذبات پیدا کرتی ہے۔

ادارے سے محبت پیدا کرنے کے طریقے

طلبہ میں ادارے سے محبت پیدا کرنا صرف نصیحتوں سے ممکن نہیں، بلکہ عملی اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہاں کچھ مؤثر اور قابل عمل آئیڈیاز دیے جا رہے ہیں جن کے ذریعے **اساتذہ طلبہ کے دلوں میں اپنے اسکول کے لیے محبت اور وابستگی** پیدا کر سکتے ہیں:

مثبت تعلیمی ماحول

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ کلاس روم میں ایسا ماحول بنائیں جہاں ہر طالب علم کو عزت، اعتماد اور اظہارِ رائے کا حق حاصل ہو۔ جب ادارے کا ماحول خوشگوار ہوتا ہے تو طالب علم خود بخود ادارے سے محبت کرنے لگتا ہے۔

طلبہ کی کامیابیوں کو سراہنا

ادارے میں "سٹوڈنٹ آف دی منتھ"، تعریفی سرٹیفکیٹس، اور ایوارڈز کا نظام ہو تاکہ ہر طالب علم یہ محسوس کرے کہ اس کی محنت کو سراہا جا رہا ہے۔

ادارے کی تاریخ اور روایات سے آگاہی

اسمبلیوں یا تقریبات میں ادارے کی تاریخ، بانیان اور کامیاب فارغ التحصیل طلبہ کا ذکر کیا جائے۔ یہ چیز طلبہ میں فخر اور محبت کے جذبات کو بڑھاتی ہے۔

ادارے کے فیصلوں میں طلبہ کی شمولیت

طلبہ نمائندوں کو مختلف کمیٹیوں میں شامل کیا جائے تاکہ انہیں یہ احساس ہو کہ وہ ادارے کا حصہ ہیں۔

ہم نصابی سرگرمیاں

کھیل، مباحثے، تقریری مقابلے، ڈرامے اور آرٹ ایکٹیویٹیز میں طلبہ کو شامل کیا جائے۔ یہ سرگرمیاں ادارے سے جذباتی تعلق مضبوط کرتی ہیں۔

یادگار لمحات تخلیق کریں

سالانہ فنکشن، پکنک، یا گروپ پروجیکٹس کے ذریعے خوبصورت یادیں بنائیں — یادیں ہی ادارے سے محبت کی بنیاد بنتی ہیں۔

ادارے کی قدروں اور مشن سے آگاہ کریں

وقتاً فوقتاً طلبہ کو اسکول کے مشن، وژن، اور اقدار سے روشناس کروائیں تاکہ انہیں احساس ہو کہ وہ ایک بامقصد ادارے کا حصہ ہیں۔

اساتذہ اور والدین کا کردار

اساتذہ کا کردار

اساتذہ ادارے کی روح ہوتے ہیں۔ ان کا رویہ، اخلاق، اور تدریس کا انداز طلبہ پر گہرا اثر چھوڑتا ہے۔ اگر استاد طلبہ کو محبت، شفقت اور خلوص سے سکھائے، تو طالب علم خود بخود ادارے سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ میں ادارے کے وقار اور نظم و ضبط کا احترام پیدا کریں۔

والدین کا کردار

والدین بھی طلبہ کے رویے کو متاثر کرتے ہیں۔ اگر والدین ادارے کی تعریف کریں، اساتذہ کی عزت کریں، اور بچوں کو ادارے کے قوانین کی پاسداری کی ترغیب دیں، تو بچوں کے دلوں میں بھی ادارے کے لیے احترام پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر والدین ادارے کی منفی باتیں بچوں کے سامنے کریں تو بچے ادارے سے دوری محسوس کرنے لگتے ہیں۔

نتیجہ

ادارے سے محبت پیدا کرنا صرف ایک تعلیمی ضرورت نہیں بلکہ ایک **کرداری تربیت** کا حصہ ہے۔ وہ ادارے ترقی کرتے ہیں جہاں طلبہ اپنے ادارے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ جب ہر طالب علم یہ سوچ لے کہ **"میرا ادارہ میری پہچان ہے"** تو نظم و ضبط، خدمت، اور ترقی خود بخود ان کی شخصیت کا حصہ بن جاتے ہیں۔

ادارے سے محبت دراصل **وطن سے محبت** کی پہلی سیڑھی ہے، کیونکہ جو اپنے تعلیمی ادارے کی قدر کرتا ہے، وہ اپنے وطن کی عزت اور خدمت کا جذبہ بھی رکھتا ہے۔

آخر میں یہی کہا جاسکتا ہے:

"ادارے سے محبت کامیابی کی ضمانت ہے،

جو اپنے ادارے کو سنوارتا ہے، وہ اپنی زندگی سنوارتا ہے۔"

اصغر حمید

اخلاقی اقدار، تعلیم کا اصل مقصد

تعارف

کسی قوم کا مستقبل اس کی نئی نسل کے کردار اور اخلاق پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر بچوں میں سچائی، دیانت، احترام، عدل، ہمدردی، شکر گزاری اور ذمہ داری جیسے اوصاف پیدا نہ کیے جائیں تو تعلیم کا مقصد محض ڈگری حاصل کرنا رہ جاتا ہے، جو کسی بھی سماج کی بربادی کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ اسکول، اساتذہ اور والدین اس مقصد کے اہم ترین ستون ہیں۔ اس مضمون میں ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ اسکولوں میں طلبہ میں اخلاقی اقدار کیسے پیدا کی جا سکتی ہیں۔

اخلاقی اقدار کی اہمیت

کسی قوم کا مستقبل اس کی نئی نسل کے کردار اور اخلاق پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر بچوں میں سچائی، دیانت، احترام، عدل، ہمدردی، شکر گزاری اور ذمہ داری جیسے اوصاف پیدا نہ کیے جائیں تو تعلیم کا مقصد محض ڈگری حاصل کرنا رہ جاتا ہے، جو کسی بھی سماج کی بربادی کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ اسکول، اساتذہ اور والدین اس مقصد کے اہم ترین ستون ہیں۔ اس مضمون میں ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ اسکولوں میں طلبہ میں اخلاقی اقدار کیسے پیدا کی جا سکتی ہیں۔

اساتذہ کا کردار

اساتذہ صرف علم کے منتقل کرنے والے نہیں بلکہ کردار کے معمار بھی ہیں۔ اگر استاد خود ایمانداری، وقت کی پابندی، شرافت، اور شائستگی کا مظاہرہ کرے تو اس کا اثر براہ راست طلبہ پر پڑتا ہے۔ طلبہ استاد کو رول ماڈل سمجھتے ہیں، اس لیے ان کے رویے اور عمل سے اخلاقی اقدار منتقل ہوتی ہیں۔

اساتذہ درج ذیل طریقوں سے اخلاقی تربیت کر سکتے ہیں:

- سبق میں اخلاقی مثالیں شامل کرنا
- کہانیوں، سوانح حیات اور اسلامی تعلیمات کے ذریعے اقدار سکھانا
- حسن سلوک اور باہمی احترام کو عملی طور پر دکھانا
- غیر نصابی سرگرمیوں کے ذریعے مثلاً ڈرامے، مباحثے، اور اخلاقی کوئز

نصاب میں اخلاقی تربیت کا شامل ہونا

موجودہ تعلیمی نظام میں نصابی کتابوں کو محض علمی مواد تک محدود نہیں رکھنا چاہیے۔ ہر مضمون میں اخلاقی پہلو شامل کیے جا سکتے ہیں۔

- اردو کی درسی کتب میں اخلاقی کہانیوں، اشعار اور کرداروں کا اضافہ
- اسلامیات میں صرف عبادات نہیں بلکہ حسن اخلاق اور معاشرتی اقدار پر بھی زور
- معاشرتی علوم میں عدل، مساوات، اور بنیادی انسانی حقوق کی تعلیم

والدین اور گھر کا کردار

گھر بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔ اگر والدین خود ایماندار، بردبار اور بااخلاق ہوں گے تو بچہ فطری طور پر انہی اقدار کو اپنائے گا۔ والدین کو چاہیے کہ:

- بچوں کے ساتھ نرم رویہ اپنائیں
- سچ بولنے، معاف کرنے، اور دوسروں کا احترام کرنے کی تلقین کریں
- بچوں کی چھوٹی نیکیوں پر تعریف کریں
- غلطیوں پر شرمندہ کرنے کی بجائے رہنمائی کریں

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

اسلام اخلاقی اقدار کا سب سے بڑا داعی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"میں اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں" (مسند احمد)

اسلامی تعلیمات کے مطابق بچوں کو مندرجہ ذیل اوصاف سکھانا ضروری ہے:

- سچائی: جھوٹ سے بچاؤ اور سچ بولنے کی فضیلت
- دیانتداری: امانت و خیانت کا فرق
- احترام: بڑوں، والدین، اساتذہ اور ہم عمر افراد کا لحاظ
- صبر و شکر: آزمائشوں میں صبر اور نعمتوں پر شکر

عملی اقدامات

اخلاقی اقدار کو محض زبانی نصیحت سے نہیں، بلکہ عملی تربیت سے پیدا کیا جاسکتا ہے۔ چند عملی اقدامات درج ذیل ہیں:

- یومِ اخلاق منانا: جس میں طلبہ اخلاقی پوسٹر، تقریریں، اور خاکے پیش کریں۔
- مثالی طالب علم کا انتخاب: صرف نمبروں نہیں بلکہ کردار کی بنیاد پر طالب علم کا انتخاب کریں اور اسے تحسین وانعامات سے نوازیں۔
- والدین، اساتذہ اور طلبہ کے مشترکہ سیشن: والدین اور اساتذہ مل بیٹھیں اور بچوں کی اخلاقی تربیت بارے غور و فکر کریں
- خدمتِ خلق کی سرگرمیاں جیسے صفائی مہم، یتیم خانوں کے دورے، بزرگوں سے ملاقات اور ان کی مدد واستعانت کی عملی سرگرمیاں
- اخلاقی دعا یا قول: روزانہ کی بنیاد پر ایک اخلاقی دعا یا عمدہ قول اسمبلی پروگرام میں شامل کریں۔

ماحاصل

اخلاقی اقدار انسان کی شخصیت کا حسن ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے صرف ذہین نہیں بلکہ نیک، بااخلاق اور مفید شہری بنیں، تو ہمیں تعلیم کے ساتھ تربیت پر بھی بھرپور توجہ دینا ہوگی۔ اساتذہ، والدین، اور معاشرہ مل کر ایک ایسا ماحول پیدا کریں جس میں اخلاقی اقدار صرف کتابوں میں نہ ہوں، بلکہ ہر دل میں زندہ ہوں۔ یہی حقیقی تعلیم کا مقصد ہے، یہی ایک روشن معاشرے کی ضمانت ہے۔

ارسلان شاکر

وضو کے آداب

وضو، عبادت کی تیاری اور روح کی پاکیزگی کا پہلا زینہ ہے۔ یہ محض جسم کو صاف کرنے کا عمل نہیں بلکہ باطن کو نور اور دل کو سکون بخشنے والا ایک روحانی فریضہ ہے۔ اسلام نے ظاہری و باطنی صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ نماز، تلاوتِ قرآن یا دعا — ہر عبادت سے قبل وضو دراصل بندگی کی آمادگی اور خلوصِ نیت کی علامت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص مکمل وضو کرتا ہے، اس کے تمام گناہ اُس کے جسم سے نکل جاتے ہیں، حتیٰ کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی" (صحیح مسلم)۔

وضو کے آداب

- وضو ہمیشہ خالص نیت کے ساتھ صرف اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے۔

حدیث" : اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے" (بخاری)

سرگرمی : طلبہ وضو سے قبل باآوازِ بلند نیت کریں اور

- وضو کے آغاز میں "بِسمِ اللہ" پڑھنا سنتِ نبوی ہے۔

حدیث" : جو بسم اللہ نہ کہے، اس کا وضو ناقص رہتا ہے" (ترمذی)

سرگرمی : اجتماعی وضو کے آغاز میں تمام طلبہ بسم اللہ پڑھنے کی مشق کریں۔

- پانی اللہ کی نعمت ہے، اسے ضائع کیے بغیر اعتدال کے ساتھ استعمال کریں۔

حدیث" : نبی ﷺ نے دریا کے کنارے بھی فضول پانی استعمال کرنے سے منع فرمایا" (ابن ماجہ)

سرگرمی : وضو کے دوران کم پانی استعمال کرنے کا عملی مظاہرہ کیا جائے۔

- وضو ہمیشہ دائیں جانب سے شروع کرنا سنت ہے۔

حدیث" : نبی ﷺ ہر نیک عمل دائیں جانب سے شروع کرتے تھے" (ابوداؤد)

سرگرمی : استاد عملی طور پر دائیں ہاتھ سے وضو کا آغاز دکھائیں

- اعضائے وضو پر پانی اس طرح بہایا جائے کہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔

حدیث" : وضو میں کوتاہی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے" (مسلم)

سرگرمی : استاد وضو کے دوران ہونے والی عام غلطیاں بتائے اور ان کی درستگی کروائے۔

- وضو مکمل ہونے پر مسنون دعا پڑھنا باعثِ برکت ہے۔

حدیث" : جو شخص وضو کے بعد دعا پڑھے، اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں" (مسلم)

سرگرمی : طلبہ وضو کے بعد کی دعا زبانی یاد کریں اور اجتماعی طور پر پڑھیں۔

- وضو میں جلد بازی سے پرہیز کریں، ہر عمل اطمینان سے کریں۔

قرآن" : بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" (البقرہ)

سرگرمی : وضو مکمل کرنے میں جلدی کرنے اور سکون سے کرنے والوں کا تقابلی مظاہرہ کروایا جائے۔

- ہمیشہ وضو کی حالت میں رہنے کی کوشش کریں، یہ مومن کی پہچان ہے

حدیث" : اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو پاکیزہ رہتے ہیں" (التوبہ)

سرگرمی : طلبہ ایک ہفتے کی "وضو ڈائری" بنائیں اور روزانہ کے وضو کا ریکارڈ رکھیں۔

وضو ایمان کا آئینہ اور عبادت کا دروازہ ہے۔ جو شخص وضو کے آداب کا خیال رکھتا ہے، وہ ظاہری صفائی کے ساتھ روحانی پاکیزگی بھی حاصل کرتا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری امت قیامت کے دن وضو کے اثر سے چمکتی ہوئی پیشانیوں اور روشن ہاتھوں کے ساتھ پہچانی جائے گی" (بخاری)۔ پس ہمیں چاہیے کہ وضو کو ایک معمولی عمل نہیں بلکہ بندگی اور ایمان کی علامت سمجھ کر ادا کریں، تاکہ ہمارا ظاہر و باطن دونوں نورِ ایمان سے منور رہیں۔

ارسلان شاکر

چراغ جن سے محبت کی روشنی پھیلے

اڈاپل 93 جڑانوالہ شاہ کوٹ روڈ پر واقع ایک وسیع و خوش حال بستی ہے جو فیصل آباد کے شمالی علاقے میں علم، محنت اور سادہ طرزِ زندگی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ اس علاقے کی آبادی تقریباً پچیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں کے لوگ دیانت، محنت اور خلوص کے پیکر ہیں۔ زراعت اس علاقے کا بنیادی پیشہ ہے مگر تعلیم کے مواقع محدود ہونے کے باعث طویل عرصے تک یہاں کے ہونہار طلبہ اپنے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے سے قاصر رہے۔ یہ بستی اپنی معاشرتی ہم آہنگی، روایتی اقدار اور خالص دیہی سادگی کے لیے پہچانی جاتی ہے، مگر علمی و تربیتی لحاظ سے اسے ایک مضبوط ادارے کی ضرورت تھی جو بچوں کے ذہن و کردار کو نکھار سکے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے ایک عظیم قدم اٹھایا اور اس خطے میں علم و اخلاق کی شمع روشن کر دی۔

غزالی پبلک سکول اڈاپل 93 کی بنیاد 30 جنوری 2001ء کو رکھی گئی۔ غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے چیئرمین محترم **حافظ ادریس صاحب اور میاں محمد اظہر علی صاحب** نے اس ادارے کی افتتاحی اینٹ رکھی۔ بانی ادارہ **میاں اظہر علی صاحب** نے اس منصوبے کے تمام مالی و انتظامی امور میں کلیدی کردار ادا کیا۔ یہ وہ وقت تھا جب پورے علاقے میں کوئی معیاری تعلیمی ادارہ موجود نہ تھا۔ غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے اس اقدام نے بستی کے باسیوں میں نئی امید پیدا کی۔ ابتدا **گرلز کیمپس** سے ہوئی — جہاں محض **18 طالبات اور 3 معلمات** کے ساتھ خیموں (ٹینٹس) میں کلاسز کا آغاز کیا گیا۔ پہلے پرنسپل **علی احمد گورائیہ صاحب** تھے جو بطور پروجیکٹ ڈائریکٹر بھی فرائض انجام دیتے رہے۔ بعد ازاں **عرفانہ خواجہ صاحبہ** نے ادارے کی سربراہی سنبھالی اور تدریسی و تربیتی میدان میں اہم کردار ادا کیا۔

غزالی سکول اڈاپل 93 کے آغاز میں حالات کٹھن تھے۔ وسائل کی کمی، تربیت یافتہ اساتذہ کی عدم دستیابی اور کم داخلوں نے ادارے کے لیے مشکلات کھڑی کیں۔ بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید یہ خواب ادھورا رہ جائے۔ مگر ادارے کے بانیان، اساتذہ اور مقامی برادری نے ان حالات کے سامنے ہار نہ مانی۔ **میاں اظہر علی صاحب** نے ادارے کی مالی و انتظامی ضروریات کو اپنی ذاتی ترجیحات میں شامل کیا، جبکہ غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ذمہ داران نے بھی دن رات محنت کی۔ چونکہ علاقے میں اساتذہ کی کمی تھی، اس لیے معلمات کو دور دراز علاقوں سے لایا گیا — جو ایک مشکل کام تھا۔ انہی خواتین نے اپنی قربانی، خلوص اور پیشہ ورانہ مہارت سے ادارے کی بنیاد کو مضبوط کیا۔ آج یہ ابتدائی محنتیں ہی ہیں جنہوں نے اڈاپل 93 کو ایک کامیاب تعلیمی ماڈل میں تبدیل کر دیا ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ ادارہ ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا۔ آج غزالی سکول اڈاپل 93 جی بی **14 کنال** کے وسیع و عریض رقبے پر قائم ہے۔ سکول کے دو علیحدہ کیمپس ہیں — **بوائز** اور **گرلز**۔

بوائز کیمپس میں 7 کلاس رومز، ایک کشادہ ہال، پرنسپل آفس، اسٹاف روم، میٹنگ روم، گیسٹ روم، ریسپشن، کچن اور واش رومز کی مکمل سہولت موجود ہے۔

گرلز کیمپس بھی اپنی تعمیر، نظم و ضبط اور سہولتوں کے لحاظ سے نہ صرف فیصل آباد بلکہ غزالی نیٹ ورک کے بہترین تعلیمی اداروں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں 18 کلاس رومز، جدید سائنس لیب، آئی ٹی سینٹر، پرنسپل آفس اور واش رومز قائم ہیں۔

غزالی سکول اڈاپل 93 جی بی کا امتیاز محض تعلیم نہیں بلکہ **تربیت** ہے۔ ادارے میں دینی، اخلاقی اور سماجی اقدار کی پرورش پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ یہاں حفظِ قرآن کلاس، اسپیشل بچوں کے لیے علیحدہ کلاس اور یتیم طلبہ کے لیے مفت تعلیم کا نظام موجود ہے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کے اس امتزاج نے ادارے کو دیگر سکولوں سے ممتاز کر دیا ہے۔ یہاں بچوں کی علمی قابلیت کے ساتھ ساتھ ان کے کردار، گفتار اور طرزِ عمل کی تربیت پر بھی یکساں توجہ دی جاتی ہے۔

بانی ادارہ **میاں اظہر علی صاحب** کا خواب تھا کہ غزالی سکول اڈاپل 93 جی بی کو مستقبل قریب میں **کالج لیول** تک وسعت دی جائے تاکہ علاقے کے طلبہ خصوصاً بچیوں کو اعلیٰ تعلیم کے مواقع اپنے ہی علاقے میں میسر آ سکیں۔

ادارے کی انتظامیہ کا عزم ہے کہ یہاں کے ہر طالبعلم کو نہ صرف عصری تعلیم بلکہ **قرآن، ٹیکنالوجی اور اقدار** کی ایسی تربیت فراہم کی جائے جو انہیں ایک باشعور، بااخلاق اور ذمہ دار شہری بنا سکے۔ یہ ادارہ آج اپنے مؤثر نظام، خالص نیت اور مضبوط قیادت کے باعث امید کی وہ روشنی بن چکا ہے جو آنے والی نسلوں کو کامیابی کی سمت لے جا رہی ہے۔

ارسلان شاکر

فخر ہوتا ہے قبیلے کا سدا ایک ہی شخص

تقدیرِ ازل اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لیے ایسے نفوسِ قدسیہ پیدا کرتی ہے جو عام انسانوں کے ہجوم میں ممتاز اور نمایاں ہوتے ہیں۔ان کے دلوں میں خلوص کی حرارت، نگاہوں میں بصیرت کی چمک، اور ارادوں میں وہ استقامت ہوتی ہے جو قوموں کی تقدیر بدل دیا کرتی ہے۔ میاں محمد اظہر علی (مرحوم) انہی برگزیدہ بندگانِ خدا میں سے تھے جنہوں نے اپنی زندگی کے شب و روز خدمتِ خلق، تعلیمِ عامہ، اور اخلاصِ نیت کے لیے وقف کر دیے۔1944ء میں **ضلع جالندھر (کپور تھلہ)** کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ان کے خاندان نے لاہور میں قیام کیا۔ بعد ازاں بھارت میں رہ جانے والی زمین کے عوض 99 گ ب لائل پور (فیصل آباد) میں الاٹمنٹ ملی تو یہیں منتقل ہو گئے۔ دیہاتی سادگی، خاندانی شرافت اور دینی ماحول نے ان کی شخصیت میں وہ جوہر پیدا کیے جو بعد میں ان کی کامیابیوں کی بنیاد بنے۔ابتدائی تعلیم کے بعد 1958ء میں لاہور اور 1971ء میں ناروے منتقل ہو گئے، مگر دل ہمیشہ اپنی مٹی سے جڑا رہا۔

ناروے کے خوبصورت ترین شہر اوسلو میں اسلامک کلچر سنٹر کے قیام میں اہم کردار ادا کیا اور اس کے صدر بھی مقرر ہوئے۔ ان کی قیادت میں اسلامک کلچر سنٹر اوسلو ناروے کے متحرک و منظم ترین سنٹرز میں صفِ اول رہا ہے۔

غزالی سے وابستگی

جب حافظ محمد ادریس صاحب اور سید وقاص انجم جعفری صاحب کی وساطت سے ان کا رابطہ **غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن** سے قائم ہوا تو گویا ان کے مقصدِ حیات کو عملی تعبیر مل گئی۔ابتدائی طور پر میاں اظہر صاحب کے سامنے تین فلاحی پروجیکٹس رکھے گئے ان میں سے ایک پروجیکٹ غزالی کے زیرِ انتظام ایک سکول کا قیام تھا ۔ انہوں نے غور و فکر کے بعد غزالی کے منصوبے کو منتخب کیا اور یہ انتخاب دراصل ایمان اور بصیرت کے ملاپ کا نتیجہ تھا۔

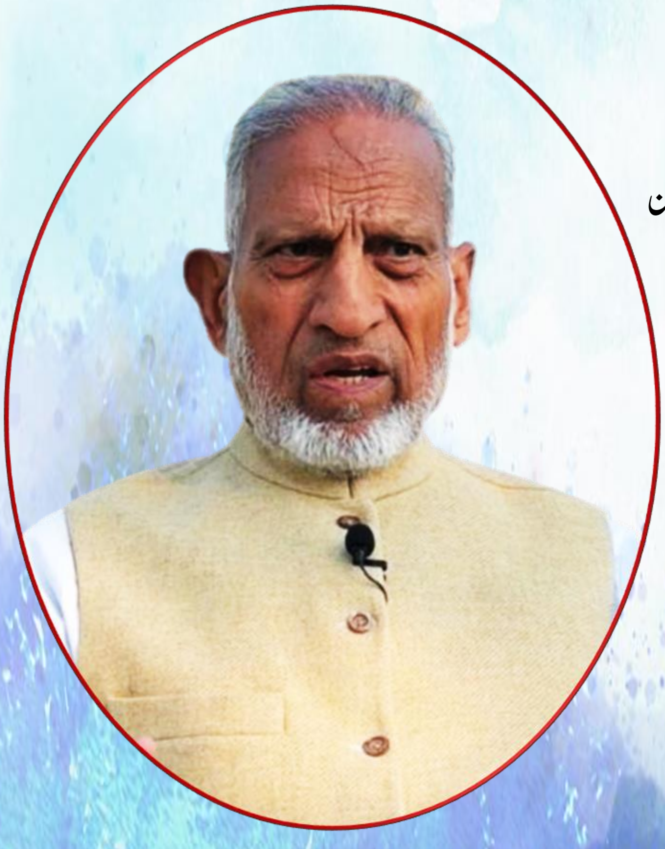

ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ ان کے آبائی گاؤں 99 گ ب میں سکول قائم کیا جائے اس کے لیے انہوں نے اپنی خاندانی زمین بھی پیش کی۔ سروے کے بعد اندازہ ہوا کہ وہاں سکول بنانا مؤثر نہ ہو گا۔ سکول کے لیے بہتر جگہ یہاں سے چند کلو میٹر دور اڈہ پل 93 گ ب ہو سکتی ہے۔یوں انہوں نے **اڈہ پل 93 گ ب** میں چودہ کنال قیمتی زمین خرید کر غزالی فاؤنڈیشن کے سپرد کر دی۔

اسی زمین پر بوائز ہائی سکول، گرلز ہائی سکول، حفظ القرآن مراکز، کمپیوٹر سنٹرز اور ووکیشنل سنٹر پر مشتمل ایک مکمل **ایجوکیشنل کمپلیکس** قائم ہوا جو آج بھی ان کے اخلاص کی گواہی دے رہا ہے۔

یہ عمارت انہوں نے اپنے والد محترم **میاں رجب علی** کے نام سے تعمیر کروائی، جو خود بھی استاد تھے۔

میاں اظہر علی مرحوم واصف علی واصف کے مداح تھے۔ شاید اسی نسبت نے ان کی طبیعت میں شائستگی، وقار اور صوفیانہ جھلک پیدا کر دی تھی۔ وہ اختلاف کے موقع پر بھی مسکرا کر خاموش ہو جاتے، لڑائی یا تکرار ان کی سرشت میں نہ تھی۔ ان کا دل نرم اور زبان شائستہ تھی۔ ادب سے انہیں گہری دلچسپی تھی۔ وہ محض قاری نہیں، صاحبِ قلم بھی تھے۔ ان کی چار تصانیف ان کی فکری رفعت اور مشاہداتی بصیرت کی آئینہ دار ہیں:

- خوابوں کے پھول، حقیقت کے روپ
- شوق کا اجالا
- پیشِ نظر ہے آئینہ
- پسِ آئینہ اور ہے

2016ء میں انہوں نے ایک معنی خیز وصیت تحریر فرمائی، جس میں اپنی اور اہلیہ کی تدفین اسی تعلیمی مقام غزالی سکول اڈہ پل 93 کے احاطے میں کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ **اڈہ پل 93 گرلز سکول** کو ترقی دے کر **کالج کا درجہ** دیا جائے، تاکہ دیہات کی طالبات کو اعلیٰ تعلیم کی سہولت میسر ہو اور شہر تک سفر کی مجبوری ختم ہو۔ یہ ارمان آج ان کے فرزندان کے دلوں میں زندہ ہے۔ انہوں نے وصیت کے عین مطابق والدِ گرامی کی تدفین اسی سکول کے احاطے میں کی، اور اب اسی خواب کی تعبیر کے لیے سرگرم ہیں۔

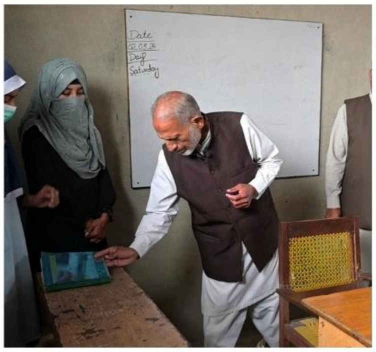

15 اکتوبر 2025ء کو جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے، تو ان کے چہرے پر اطمینان کی وہ جھلک تھی جو صرف نیک لوگوں کے حصے میں آتی ہے۔ جنازے کے روز جب اڈہ پل 93 کے طلبہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے، تو فضا میں ایک عجیب روحانیت تھی۔ ایک محسنِ تعلیم اپنی بنائی ہوئی درسگاہ کی آغوش میں ابدی نیند سو چکا تھا۔

آج میاں محمد اظہر علی کے فرزندان اور غزالی کے رفقا اس مشن کے امین ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ کام محض تعمیرات نہیں بلکہ ایک **روحانی امانت** ہے۔ ایک ایسی امانت جس میں علم، ایمان، اور خدمت کے چراغ ایک ساتھ روشن ہیں۔

ان کا ذکر ختم نہیں ہوگا، کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کو نیکی کی صورت امر کر دیا ہے۔ وہ چلے گئے، مگر اُن کی روشنی آج بھی ان کمروں، اُن شاگردوں اور اُن قلوب میں سانس لے رہی ہے جہاں سے انہوں نے علم کی مشعل جلائی تھی۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میاں محمد اظہر علی صاحب کی قبر پر اپنی ڈھیروں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

میاں محمد اظہر علی مرحوم کی آخری آرام گاہ

جائزہ کتاب

بیادِ اقبالؒ

(رہنمائی اساتذہ برائے ادبی مقابلہ جات)

علامہ محمد اقبالؒ کی شخصیت ہمارے لیے تاریکیوں میں امید سحر کی مانند ہے۔انہوں نے اپنی شاعری، فلسفے اور فکر سے نہ صرف اپنے عہد کے مسلمانوں کو بیدار کیا بلکہ ایک ایسا فکری راستہ متعین کیا جو آج بھی رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ان کی انقلابی نظموں اور فکر خودی نے نوجوانان ملت میں ولولہ، جرات اور نئی امنگ پیدا کردی۔اقبالؒ کا پیغام صرف ایک زمانے یا قوم کے لیے نہیں، بلکہ ہر دور کے باشعور انسان کے لیے روشنی کا مینار ہے۔غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن وقتاً فوقتاً اپنے سکولز میں ایسی سرگرمیوں کا انعقاد کرتا رہتا ہے جن کے ذریعہ طلبہ و طالبات کو اپنے قومی ہیروز کی خدمات اور کردار سے روشناس کروایا جاسکے۔شعبہ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ نے ان سرگرمیوں اور تقریبات کی افادیت اور وسعت کا مدنظر رکھتے ہوئے **"رہنمائے اساتذہ برائے ادبی مقابلہ جات بیادِ اقبالؒ"** تیار کیا ہے۔

اس مینول میں نہ صرف تقریبات کے طریقہ کار اور ہدایات شامل ہیں۔بلکہ اقبالؒ کی مناسبت سے کئی مقابلہ جات کی تفصیل اور مواد شامل ہے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ اساتذہ کرام طلبہ وطالبات کو بھرپور اور منظم انداز میں تیاری کرواسکیں۔بچوں کی تیاری کو صرف رسمی نہ بنائیں بلکہ ایک فکری تربیت سمجھ کر کریں۔یہی مشقیں ان کے اندر مقصد کا شعور، قائدانہ صلاحیت،اعتماد،مطالعے کی عادت اور قومی شعور پیدا کریں گی۔آپ کے یہ سارے مقاصد اس مینول سے بخوبی پورے ہوں گے۔

مینول کی خوبصورتی یہ ہے کہ علامہ اقبال کے بچوں اور نوجوانوں کے لیے لکھے گئے کلام میں سے آسان اور معروف کلام کو ایک جگہ یکجا کر دیا گیا ہے۔آپ تحت اللفظ اور مقابلہ بیت بازی کی تیاری کے لیے ایک صفحہ پر حروف تہجی کی ترتیب سے الگ الگ بیسیوں اشعار موجود پاتے ہیں۔مینول کے آخر میں دیے گئے 900 سوالات پر مشتمل کوئز، نمبروں کی تقسیم اور ججز کے لیے رہنما خاکے شامل ہونے سے مینول مزید کارآمد اور خوبصورت بن گیا ہے۔

سرورق خوب صورت، دلکش طباعت، دیدہ زیب ورق، یوم اقبال کی مناسبت سے ہر سکول کی لائبریری کا ضروری حصہ

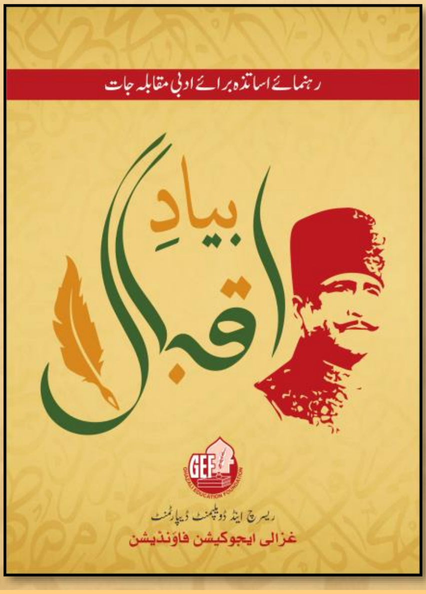

اس مینول کو حاصل کرنے کے لیے درج ذیل موبائل نمبر پر رابطہ کیجیے: 03331211244

بسلسلہ یومِ اساتذہ

مقابلہ مضمون نویسی

عنوان: ”معلم چراغِ راہ گزر“

سرگودھا اور شیخوپورہ کے غزالی سکولوں میں "معلم چراغِ راہ گزر" کے عنوان سے مضمون نویسی کا مقابلہ منعقد ہوا، جس میں 246 طلبہ وطالبات اور 14 معلمات نے حصہ لیا۔ مقابلہ نہایت کانٹے دار رہا اور جانچ کے بعد درج ذیل طلبہ وطالبات اور معلمات نقد انعامات کے حقدار قرار پائے ہیں۔

2nd

کنزہ اکبر | 6000روپے

غزالی سکول شیر وکے، شیخوپورہ

1st

محمد ذیشان آصف | 8000روپے

غزالی سکول دھریمہ، سرگودھا

3rd

عزت مآب | 4000روپے

غزالی سکول ملیاں کلاں، شیخوپورہ

- لائبہ وسیم — 2000 روپے — غزالی سکول دھریمہ، سرگودھا
- سیاب فاطمہ — 2000 روپے — غزالی جناح کیمپس دھریمہ، سرگودھا
- تسمیہ رانی (معلمہ) — 2000 روپے — غزالی سکول دھریمہ، سرگودھا
- علیشہ نثار — 1000 روپے — غزالی جناح کیمپس دھریمہ، سرگودھا
- مناہل ریاض — 1000 روپے — غزالی سکول دھریمہ، سرگودھا
- سائرہ رمضان (معلمہ) — 1000 روپے — غزالی سکول دھریمہ، سرگودھا
- درعدن — 1000 روپے — غزالی سکول صفدر آباد، شیخوپورہ
- عائشہ امین — 1000 روپے — غزالی سکول ہردیو، شیخوپورہ
- عائشہ اللہ رکھا — 1000 روپے — غزالی سکول ملیاں کلاں، شیخوپورہ

دعا ہے کہ مقابلے میں حصہ لینے والے تمام طلبہ وطالبات اور معلمات ہمیشہ علمِ نافع کے حصول اور عملِ صالح کی راہوں پر گامزن رہیں۔

ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ

Ghazali Education Foundation

Research & Development Department

zoom

Ghazali Education Foundation presents

EduAI, Online Course

Empowering Teachers with Artificial Intelligence

A professional development course designed to help educators integrate Artificial Intelligence into their teaching for smarter and more engaging classrooms.

Exclusive 8-Week Online Program	Live Interactive Sessions Every Saturday	1.5-hour Zoom classes led by experienced trainers

Course Highlights

- Learn how to integrate AI in your daily teaching
- Design Lesson Plans, SLOs and Assessments using AI
- Create smart syllabus distribution plans
- Explore AI-powered classroom tools & techniques
- Access videos, modules, templates and resources every week

Dates to Remember

Registration till:
27 October 2025
Starting from:
1 November 2025

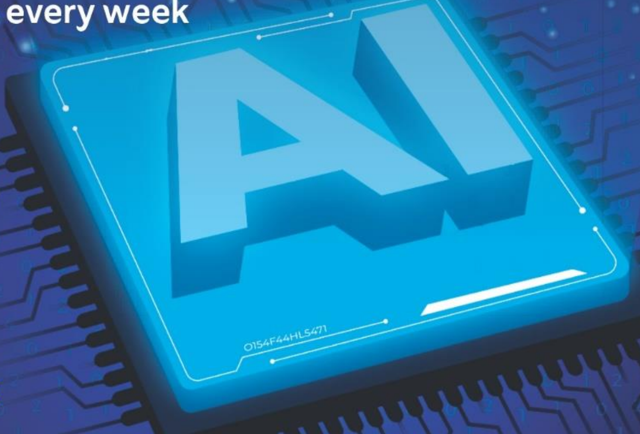

Organized By:

Research & Development Department

نصابی قاعدے اور گرامر کتب

غزالی کے شعبہ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے تیار کردہ خوبصورت اور معیاری قاعدے

ابتدائی جماعتوں کے قاعدے:

پلے گروپ، نرسری اور پریپ جماعتوں کے لیے غزالی کا اپنا نصاب تیار کیا گیا ہے۔ یہ نصاب اردو، انگریزی اور ریاضی کے معیاری قاعدوں پر مشتمل ہے۔ ان قاعدوں اور ان کے مطابق تیار کی گئی ورک بکس کو جدید دور کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مرتب کیا گیا ہے۔

گرامر بکس:

طلبہ کی گرامر کی ضرورت کے پیش نظر جماعت اول تا پنجم اردو اور انگریزی گرامر کتب تیار کی گئی ہیں۔ ان گرامر کتب میں پیف کی آؤٹ لائن کو مد نظر رکھتے ہوئے آسان اور جدید دور کی ضروریات کے مطابق مواد شامل کیا گیا ہے۔

قاعدوں اور گرامر بکس کی پرائس لسٹ حاصل کرنے کے لیے موبائل نمبر 03331211244 پر وٹس ایپ کریں

کتب خریدنے کے لیے آفاق سیل آفس، کارپوریشن چوک، آؤٹ فال روڈ، لاہور۔ فون نمبر 04237150949 پر رابطہ کریں